Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian
www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 20

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

25 جمادی الثانی 1433 ہجری قمری۔ 17 ہجرت 1391 ہش 17 مئی 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس و بارک لنا فی عمرہ و امرہ۔

جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت کا قیام

حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کے واضح ارشادات

اوّل: ''یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ **کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ (المجادلہ: 22)**۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا **وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا** (سورۃ النور: 56)''۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے......''۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

دوم: ''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے''۔ (الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

سوم: ''دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیّین ائمہّ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں **سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں''۔**

(سبز اشتہار۔ یکم دسمبر 1888ء۔ روحانی خزائن جلد نمبر 2 صفحہ 462)

چہارم: ''صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ **جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے''۔** (اخبار الحکم 14 / اپریل 1908ء)

پنجم: ''ثُمَّ یُسَافِرُ الۡمَسِیۡحُ الۡمَوۡعُوۡدُ اَوۡ خَلِیۡفَۃٌ مِنۡ خُلَفَآئِہٖ اِلٰی اَرۡضِ دِمَشۡقَ''۔

ترجمہ: پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 225)

ششم: ''**اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا''**۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 325)

ہفتم: ''اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپؐ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپؐ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت اب چار لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے اس لئے ایسے بڑے کام کے لئے تین لاکھ روپیہ چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے **اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو اُن کے نزدیک واجب الاطاعت ہے اس لئے مَیں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا''۔**

(رسالہ پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 455)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خلافت ہی کے دم سے آج روشن شمعِ وحدت ہے

(قسط:اول)

قرآن مجید کی سورہ نور کی مندرجہ ذیل آیت آیت استخلاف کہلاتی ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النور: آیت ۵٦)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کیلئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کیلئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے دراصل یہ وعدہ اُن مومنوں سے ہے جو اللہ اور اس کے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل فرمانبردار ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کے نمونے دکھائے تو اللہ نے اُن کو انعام خلافت سے نوازا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک خلافت راشدہ کا سلسلہ جاری رہا لیکن جب حقیقی اطاعت میں کمی آئی جس کی وجہ سے خلیفۂ وقت کی اطاعت وفرمانبرداری اور منصب خلافت کے لئے جاں نثاری نہ رہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ کو اُٹھا لیا پھر مسلمانوں میں جبری اور ظالمانہ حکومتوں کے سلسلے شروع ہوئے اور پھر تیسری صدی کے بعد اسلام میں تنزل کا سلسلہ شروع ہوگیا جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے امام مہدی و مسیح موعود کے ذریعہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''نبی اللہ'' کا خطاب دیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مطیع وفرمانبردار اور جانثار جماعت کو کھڑا کر دیا۔ خود امام مہدی و مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم تھے جس کی گواہی فرشتوں نے بھی دی کہ هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ کہ یہ وہ شخص ہے جو اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد پیار کرتا ہے چنانچہ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایمان لانے والے الٰہی جاں نثاروں میں سلسلہ خلافت شروع فرمایا خلافت حقہ اسلامیہ یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے جو نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری اور دائمی شریعت کے انوار کو دنیا میں ہمیشہ ہمیش کے لئے پھیلانے کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی پیشگوئی کرتے ہوئے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ (مسند احمد، بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر تکلیف دینے والے بادشاہوں کا دَور آئے گا۔ جب تک اللہ چاہے گا وہ دَور رہے گا پھر اللہ اس دَور کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر جبری بادشاہت کا دَور ہوگا جب تک اللہ چاہے گا وہ رہے گا پھر اللہ اس کو بھی اُٹھا لے گا اور پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہوگا پھر آپ خاموش ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دائمی خلافت کا وعدہ تو فرمایا ہے لیکن یہ وعدہ ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہے۔ پس جب تک مسلمان ان شرائط کی پابندی کرتے رہیں گے وہ اس انعام سے حصہ لیتے رہیں گے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! تم میں نبوت کے بعد خلافت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا یعنی اللہ کی منشاء یہ ہے کہ جب تک مسلمان ایمان اور اعمال صالحہ کے تقاضوں کو پورا کرتے رہیں گے ان میں خلافت علیٰ منہاج النبوت کا قیام رہے گا۔ اور جب وہ اس کی پاسداری چھوڑ دیں گے خلافت علیٰ منہاج النبوت وقتی طور پر ان سے دُور چلی جائے گی۔ خلافت کے نام پر بادشاہتوں کے دَور شروع ہوں گے لیکن پھر اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مثیل امام مہدی و مسیح موعود کو بھیجے گا جس کے بعد پھر سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ شروع ہوگا اور پھر آپ نے آئندہ کے لئے کسی اور دَور کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ سکوت اختیار فرمایا۔ یقیناً اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس خلافت کو اللہ تعالیٰ دوام بخشے گا اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی متابعت میں اس دَورِ خلافت کے دائمی ہونے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دائمی ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔'' (شہادت القرآن صفحہ ۵۷)

اسی طرح آپ نے رسالہ الوصیت میں اپنی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے اور دائمی قدرت ثانیہ کے بارہ میں فرمایا:

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی''۔ (الوصیت صفحہ ۷)

بے شک اللہ تعالیٰ نے دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمیں اس کی بشارت دی ہے لیکن جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے یہ دوامِ خلافت مشروط ہے ایمان اور اعمال صالحہ کی شرط کے ساتھ۔ اس تعلق میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ اقتباس کا ذکر کرکے فرماتے ہیں:

'' ہمیشہ کے یہی معنی ہیں کہ جب تک تم چاہو گے قدرت ثانیہ تم میں موجود رہے گی اور قدرتِ ثانیہ کی وجہ سے تمہیں دائمی حیات عطا کی جائے گی۔ اس جگہ قدرت ثانیہ سے ایک تو وہ تائیدات الٰہیہ مُراد ہیں جو مومنوں کے شامل حال ہوا کرتی ہیں اور دوسرے وہ سلسلہ خلافت مُراد ہے جو نورِ نبوت کو ممتد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ خود قائم فرماتا ہے اگر قوم چاہے اور وہ اپنے آپ کو مستحق بنائے تو تائیدات الٰہیہ ہمیشہ اس کے شامل حال رہ سکتی ہیں اور اگر قوم چاہے اور وہ اپنے آپ کو مستحق بنائے تو انعام خلافت سے بھی وہ دائمی طور پر متمتع ہوسکتی ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۴۲۵-۴۲٦)

پس خلافت ایک عظیم الشان نعمت ہے جو نہ صرف برکات رسالت کو دنیا میں پھیلانے کا ذریعہ ہے بلکہ دائمی ذریعہ ہے یعنی جس کا زمانہ بھی دائمی اور جس کی برکات بھی دائمی ہیں۔ الحمد للہ احمدیہ مسلم جماعت ہی آج روئے زمین پر قرآن مجید میں بیان فرمودہ الٰہی خلافت کے برکات وثمرات کے فیض حاصل کر رہی ہے اور خلافت کی برکات سے 200 ممالک میں قائم ہوچکی ہے اور مختلف مذہب وملت، مختلف قوموں، مختلف تہذیبوں کے ہزاروں افراد ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہوکر رشتہ وحدت میں بھائی بھائی بن چکے ہیں جبکہ دوسری طرف خلافت سے محروم مسلمانوں کی حالت روز بروز روبہ زوال ہے۔ 50 سے زائد مسلم ممالک دنیا میں موجود ہیں لیکن اُن کی حیثیت دنیا میں کچھ بھی نہیں۔ تیل کی دولت سے مالا مال مسلم ممالک دوسرے ملکوں کے دست نگر ہیں۔ اخلاقی اور عملی طور پر مسلمان پستی میں گر چکے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں قعرِ مذلّت میں گرے ہوئے مسلمانوں کو بچانے اور تنزّل اور پستی سے نکالنے کے لئے اکابرینِ دین اور رہنمایانِ ملّت کہلانے والوں کی طرف سے آئے دن مختلف قسم کی تجاویز اور تدابیر پیش کی جاتی رہی ہیں۔ کبھی مجلسِ مشاورت کے نام سے کبھی رابطۂ عالمِ اسلامی کے خوبصورت لیبل کے ذریعہ کبھی مختلف تنظیموں اور جماعتوں کے قیام کے ذریعہ قائم کی جاتی رہیں۔ لیکن اس قسم کی ہر تنظیم اور تحریک کو بالآخر ناکامی اور نامُرادی کا منہ دیکھنا ہی نصیب ہوتا رہا جو دراصل ایک عالمگیر قیادت کے نہ ہونے کا ہی نتیجہ ہے۔ اُمت محمدیہ کو خلافت کی نعمت سے سرفراز کئے جانے کا جو وعدہ قرآن مجید کی آیت استخلاف میں دیا گیا افسوس کہ مسلمانوں نے اس سے بکلی منہ موڑ لیا۔ جب اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو نتیجۃً اس کے فوائد سے بھی یکسر محروم ہوگئے۔ اِس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد جو اپنے زمانہ کے مشہور مسلمان سیاسی لیڈر اور عالمِ دین تھے اپنی کتاب ''مسئلہ خلافت'' کے صفحہ 314 میں لکھتے ہیں:-

تمام لوگ کسی ایک صاحبِ علم وعمل مسلمان پر جمع ہوجائیں اور وہ اُن کا امام ہو۔ وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔ قرآن سُنّت کے ماتحت جو کچھ احکام ہوں ان کی بلاچوں و چرا تعمیل واطاعت کریں سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دِماغ بے کار ہوجائیں صرف اُسی کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ دماغ ہو نہ زبان، صرف دل ہو جو قبول کرے۔ صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں اور اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے مگر نہ تو جماعت نہ قوم نہ اجتماع۔ اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں۔ کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں۔ قطرے ہیں مگر دَریا نہیں۔ کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کردی جاسکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کرسکے۔''

(باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

ہر سال جب 23؍مارچ کا دن آتا ہے تو ہم احمدیوں کو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آج ہم نے یومِ مسیح موعود منانا ہے، یا الحمدللہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جماعت کے آغاز کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے ہم نے آگاہی حاصل کر لی ہے، اتنا کافی نہیں ہے، یا جلسے منعقد کر لئے ہیں، یہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس بیعت کا کیا حق ادا کیا ہے؟ آج ہمارے جائزہ اور محاسبہ کا دن بھی ہے۔ بیعت کے تقاضوں کے جائزے لینے کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر غور کرنے کا دن بھی ہے۔ اپنے عہد کی تجدید کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی کوشش کے لئے ایک عزم پیدا کرنے کا دن بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدے کے پورا ہونے پر جہاں اللہ تعالیٰ کی بے شمار تسبیح وتحمید کا دن ہے وہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں لاکھوں درود وسلام بھیجنے کا دن ہے۔

شرائط بیعت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23؍مارچ 2012ء بمطابق 23؍امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 13 اپریل 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج جماعت احمدیہ کے لئے انتہائی خوشی اور برکت کا دن ہے جس میں جمعہ کی برکات بھی شامل ہو گئی ہیں۔ کیونکہ آج کے دن آج سے قریباً 123 سال پہلے قرآنِ کریم کی، اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ایک عظیم پیشگوئی پوری ہوئی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی، آپ کی بتائی ہوئی تفصیلات کے ساتھ پوری ہوئی اور مسیح موعود اور مہدی معہود کا ظہور ہوا اور بیعت کے آغاز سے پہلوں سے ملنے والی آخرین کی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور پھر ہم بھی اُن خوش قسمتوں میں شامل ہوئے جو اس سے فیض پانے والے ہیں۔

پس ہر احمدی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا دعویدار ہے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ شروع ہوا، وہ آپ کے ماننے والوں پر بھی اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کا تقاضا کرتا ہے تاکہ ہم اُن برکات سے حصہ پاتے رہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔

پس ہر سال جب 23؍مارچ کا دن آتا ہے تو ہم احمدیوں کو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آج ہم نے یومِ مسیح موعود منانا ہے، یا الحمدللہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جماعت کے آغاز کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے ہم نے آگاہی حاصل کر لی ہے، اتنا کافی نہیں ہے، یا جلسے منعقد کر لئے ہیں، یہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس بیعت کا کیا حق ادا کیا ہے؟ آج ہمارے جائزہ اور محاسبہ کا دن بھی ہے۔ بیعت کے تقاضوں کے جائزے لینے کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر غور کرنے کا دن بھی ہے۔ اپنے عہد کی تجدید کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی کوشش کے لئے ایک عزم پیدا کرنے کا دن بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے پر جہاں اللہ تعالیٰ کی بے شمار تسبیح وتحمید کا دن ہے وہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں لاکھوں درود وسلام بھیجنے کا دن ہے۔

پس اس اہمیت کو ہمیں ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے اور یہ اہمیت شرائطِ بیعت پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ اس چیز کی یاددہانی کے لئے مَیں آج پھر آپ کے سامنے شرائطِ بیعت اور ان شرائط کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہم سے آپ کیا چاہتے ہیں؟ اُس کی کچھ وضاحت پیش کروں گا۔

پہلی شرط جو بیعت کرنے والا کرتا ہے، احمدیت میں شامل ہونے والا کرتا ہے، جس پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ’’بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو، شرک سے مجتنب رہے گا‘‘۔ شرک سے بچتا رہے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔ بت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل‘‘ (کوئی بات، کوئی چیز، کوئی عمل) ’’جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بُت ہے .... یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی مُعِز اور مُذِل خیال نہ کرنا‘‘۔ (یعنی کوئی ایسا شخص خیال نہ کرنا جو عزت دینے والا ہے یا ذلیل کرنے والا ہے بلکہ یہ سمجھنا کہ خدا تعالیٰ ہی عزتیں دیتا ہے اور ذلت دیتا ہے) ’’کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا‘‘۔ (اُسی سے وابستہ رکھنا) ’’اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی‘‘۔ (وہ کون سی تین قسم کی خاص باتیں ہیں۔ فرمایا) ’’اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا‘‘ (جو کچھ بھی دنیا میں موجود ہے اُس کی کوئی حیثیت نہیں) ’’تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال

کرنا“ (ہر چیز جو ہے وہ ہلاک ہونے والی ہے اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، ختم ہونے والی ہے اور اُس کی کوئی حقیقت نہیں، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سب جھوٹ ہے)۔”دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا“ (کہ ربّ صرف ہمارا خدا ہے وہی ہمارا پالنے والا ہے اور وہی ہے جس کو خدائی طاقت حاصل ہے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ اور منبع ہے)۔فرمایا”اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں“ (یہ مختلف قسم کے جو پالنے والے نظر آتے ہیں یا جن سے ہم فائدہ اُٹھاتے ہیں)”یہ اُسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا“ (یہ سب لوگ بھی، جن سے ہمیں فائدہ دنیا میں مل رہا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہی مل رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے نظام کا ایک حصہ ہیں)۔”تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانا۔اور اسی میں کھوئے جانا“۔ (یعنی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرنا۔)

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 350-349)

پھر بیعت کی دوسری شرط ہے۔”یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار ”تکمیل تبلیغ“، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”سو اصل حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان ان نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو راست گوئی سے روک دیتے ہیں“ (جو سچائی سے روکتے ہیں)”تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا۔کیونکہ اگر انسان صرف ایسی باتوں میں سچ بولے جن میں اس کا چنداں حرج نہیں (کوئی حرج نہیں) اور اپنی عزت یا مال یا جان کے نقصان کے وقت جھوٹ بول جائے اور سچ بولنے سے خاموش رہے تو اس کو دیوانوں اور بچوں پر کیا فوقیت ہے“۔

فرمایا”دنیا میں ایسا کوئی بھی نہیں ہوگا کہ جو بغیر کسی تحریک کے خواہ نخواہ جھوٹ بولے۔پس ایسا سچ جو کسی نقصان کے وقت چھوڑا جائے حقیقی اخلاق میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔اس میں خدا کی تعلیم یہ ہے۔کہ

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) ......وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا (البقرة: 283)...... وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۔ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (البقرة 284)...... وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (الانعام: 153)......كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء: 136)......وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۔ اِعْدِلُوْا (سورة المائدة آیت 9)...... وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ (الاحزاب: 36)...... وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر: 4)...... لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۔ (الفرقان: 73)۔

اس کے ترجمہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:”بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔اور پھر فرمایا کہ جب تم سچی گواہی کے لئے بلائے جاؤ تو جانے سے انکار مت کرو۔اور سچی گواہی کو مت چھپاؤ اور جو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہے۔اور جب تم بولو تو وہی بات منہ پر لاؤ جو سراسر سچ اور عدالت کی بات ہے“۔(انصاف کی بات ہے)”اگرچہ تم اپنے کسی قریبی پر گواہی دو۔حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔جھوٹ مت بولو۔اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے۔یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے یا اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو۔اور چاہئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں سچی گواہی سے نہ روکے۔سچے مرد اور سچی عورتیں بڑے بڑے اجر پائیں گے۔ان کی عادت ہے کہ اَوروں کو بھی سچ کی نصیحت دیتے ہیں۔اور جھوٹوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361-360)

پھر آپ اس کے بارہ میں مزید فرماتے ہیں۔دوسری شرط میں بہت ساری باتیں شامل ہیں۔فرمایا کہ:

”زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو۔ اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے“۔(آج کل جو ٹی وی پروگرام ہیں، بعض چینلز ہیں، بعض انٹرنیٹ پر آتے ہیں یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو ان برائیوں کی طرف لے جانے والی ہیں۔نظر کا بھی ایک زنا ہے، اُس سے بھی بچنا چاہئے۔ہر ایسی چیز جو برائیوں کی طرف لے جانے والی ہے فرمایا کہ اُس سے بچو۔)”زنا کی راہ بہت بری ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کیلئے سخت خطرناک ہے“۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 342)

(تمہاری منزل مقصود کیا ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور یہی آخری منزل ہے اور اس کے رستے میں یہ چیز روک بنتی ہے)

پھر اسی دوسری شرط کی جو دوسری باتیں ہیں، اُس میں مثلاً بدنظری ہے، اُس کے بارہ میں فرمایا:

”قرآنِ شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر حسبِ حال تعلیم دیتا ہے، کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ (النور: 31) کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔یہ وہ عمل ہے جس سے اُن کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔فروج سے مراد صرف شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور ان میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو اُن سے رُکنا ہی پڑتا ہے“۔(ملفوظات جلد 4 صفحہ 105۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ مزید فرماتے ہیں۔”اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے، مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے۔غضّ بصر کا۔نماز، روزہ، زکوۃ، حج، حلال و حرام کا امتیاز، خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلے میں اپنی عادات، رسم و رواج کو ترک کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہوسکتا“۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 614۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

فسق و فجور سے بچنے کے لئے آپ فرماتے ہیں:

”جب یہ فسق و فجور میں حد سے نکلنے لگے“ (یعنی مسلمان یا دوسرے مذاہب کے لوگ)”اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائر اللہ سے نفرت ان میں آ گئی اور دنیا اور اس کی زیب و زینت میں ہی گم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی“ (یہ مسلمانوں کے ذکر میں فرمایا)”اسی طرح ہلاکو، چنگیز خان وغیرہ سے برباد کروایا۔لکھا ہے کہ اس وقت یہ آسمان سے آواز آتی تھی اَيُّهَا الْكُفَّار اُقْتُلُوا الْفُجَّار۔ (یعنی اے کافرو! فاجروں کو قتل کرو) غرض فاسق فاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 108۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پھر فساد سے بچنے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

”تمہیں چاہیے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے اُن سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ اُن کے لیے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔دیکھو مَیں اس امر کے لیے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سُن کر بھی صبر کرو۔بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔............

جب مَیں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔اس طریق کو مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ مَیں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے (اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجھے لوگ گندی گالیاں دیں) کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو“۔(ملفوظات جلد 4 صفحہ 157۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

(دشمنوں کے مقابلے میں۔اور یہی پاکستان میں احمدیوں کو بار بار کہا جاتا ہے کیونکہ وہاں اب لوگوں نے غلیظ قسم کی گالیوں کی انتہا کر دی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتے ہیں۔اور اس کا صرف حل یہی ہے کہ دعائیں کی جائیں اور بہت دعائیں کی جائیں۔)

پھر آپ نفسانی جوشوں سے بچنے کے لئے فرماتے ہیں:”وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشس کی گواہی ہے اور خدا کی کتابیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں“۔فرمایا”زنا نہ کرو، جھوٹ نہ بولو اور بدنظری نہ کرو اور ہر ایک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو۔اور نفسانی جوشوں سے مغلوب مت ہو اور پنج وقت نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پنج طور پر ہی انقلاب آتے ہیں اور اپنے نبی کریم کے شکر گزار رہو، اُس پر درود بھیجو، کیونکہ وہی ہے جس نے تاریکی کے زمانے کے بعد نئے سرے خدا شناسی کی راہ سکھلائی“۔

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

(ضمیمہ تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 525)

پھر تیسری شرط بیعت کی یہ ہے:

"یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ (باقاعدگی رکھے گا۔) اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ سچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے" (یعنی اللہ تعالیٰ بہت قریب آ جاتا ہے اگر اُس کا حق ادا کیا جائے) "نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ مَیں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے۔........جس گھر میں اس قسم کی نماز ہوگی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوح کے وقت میں نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی۔ حج بھی انسان کے لیے مشروط ہے، روزہ بھی مشروط ہے، زکوٰۃ بھی مشروط ہے مگر نماز مشروط نہیں۔ سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں مگر اس کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔ اس لیے جب تک پوری پوری نماز نہ ہوگی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہے اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 627۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر تہجد کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

"راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لیے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اُسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 28۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ درود کے بارہ میں بتاتے ہیں کہ:

"انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے۔ غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اُسے قبول کرے۔ اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ (الزمر: 54) اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپؐ پر درود پڑھو۔ اور آپؐ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ سب حکموں پر کاربند ہو"۔

(البدر جلد 2، نمبر 14۔ 24 اپریل 1903ء صفحہ 109)

پھر استغفار کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

"جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے اُن کی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار اُن کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں" (اگر غلطی سے گناہ ہو گیا تو انسان استغفار کرنے سے اُس کے بدنتائج سے بچ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ جاتا ہے) "کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے، یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے، وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں"۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 34)

پھر چوتھی شرط بیعت کی یہ ہے "یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے، نہ کسی اور طرح سے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"پہلا خلق ان میں سے عفو ہے" (معاف کرنا ہے)۔ یعنی کسی کے گناہ کو بخش دینا۔ اس میں ایصالِ خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے۔ وہ ایک ضرر پہنچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اس کو بھی ضرر پہنچایا جائے۔ سزا دلائی جائے۔ قید کرایا جائے۔ جرمانہ کرایا جائے یا آپ ہی اس پر ہاتھ اٹھایا جائے۔ پس اس کو بخش دینا اگر بخش دینا مناسب ہو تو اس کے حق میں ایصالِ خیر ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تعلیم یہ ہے۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: 135) جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ (الشوریٰ: 41) یعنی نیک آدمی وہ ہیں جو غصہ کھانے کے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں۔ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو۔ لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو۔ کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو۔ یعنی عین عفو کے محل پر ہو۔ نہ غیر محل پر (یعنی اس بخشنے کا کا فائدہ ہو) تو اس کا وہ بدلہ پائے گا"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 351)

پھر فرمایا کہ: "انسان کو چاہئے شوخ نہ ہو۔ بےحیائی نہ کرے۔ مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔ اپنی نفسانی اغراض کی وجہ سے کسی سے بغض نہ رکھے۔ سختی اور نرمی مناسب موقع اور مناسب حال کرے"۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 609۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر عاجزی کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں: "اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بند کر دے، توبہ کرو۔ جب کہ دُنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آپڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہیے کہ ہر شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی بات سے توبہ کریں۔ توبہ سے مراد یہ ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی ناراضمندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں"۔ (جو انسانی عادات ہیں انسان میں، اچھے اخلاق اُن میں اپنانے کی کوشش کرو) "غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکساری اس کی جگہ لے" (غصہ کی جگہ عاجزی انکساری لے لے)۔ "اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا (الدھر: 9) یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے"۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 135-134۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر پانچویں شرط یہ ہے "یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا"۔ (اللہ تعالیٰ کے تعلق میں)۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یعنی انسانوں میں سے وہ اعلیٰ درجہ کے انسان جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لے لیتے ہیں"۔ (یعنی اپنی جان بیچ کر اللہ تعالیٰ کی رضا خریدتے ہیں، اپنی جان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے) "یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمت ہے۔ خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے" (اس آیت کو بیان نہیں کیا گیا لیکن بہر حال آپ آیت کی تشریح کر رہے ہیں) "کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان بیچ دیتا ہے اور جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے جو طاعت خالق اور خدمت خلق کے لئے بنائی گئی ہے"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 385)

پھر خدا کا پیار حاصل کرنے کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ: "خدا کا پیارا بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اس کے عوض میں خدا کی مرضی خرید لیتا ہے۔ وہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت خاص کے مورد ہیں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 421)

پھر خدا تعالیٰ سے وفاداری کے تعلق میں فرماتے ہیں کہ: "ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے کہ اگر وہ اخلاص

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

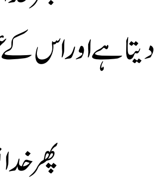

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

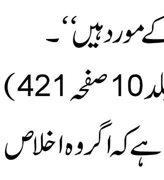

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

اور وفاداری سے اُس کا ہوجاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُس کا ولی بنتا ہے۔ لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بیشک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔ .... لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں ان پر خاص تجلی کرتا ہے۔ اور خدا کے لیے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس کو بالکل چکنا چور کر کے اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔ اس لیے میں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہر گز ناز نہ کرو۔ اگر دل پاک نہیں ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا" (یعنی بیعت کے لئے ہاتھ آگے بڑھانا کیا فائدہ دے گا)

"مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 65۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر چھٹی شرط یہ ہے۔ "یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

اس ضمن میں پہلے مَیں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت عمرو بن عوف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری سنتوں میں سے کسی سنت کو اس طور پر زندہ کرے گا"۔ (یہ قال الرسول کی بات ہو رہی ہے) "کہ لوگ اُس پر عمل کرنے لگیں تو سنت کے زندہ کرنے والے شخص کو بھی عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور اُن کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے کوئی بدعت ایجاد کی اور لوگوں نے اُسے اپنا لیا تو اُس شخص کو بھی اُن پر عمل کرنے والوں کے گناہوں سے حصہ ملے گا اور ان بدعتی لوگوں کے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب المقدمۃ باب من احیا سنۃ قد امیتت حدیث: 209)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32)۔ خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملا دے۔ انسان کا مدعا صرف اس ایک واحد لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہئے۔ شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہئے۔ رسوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہئے۔ دیکھو مَیں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اُس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنا لی ہے۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کھولنے کی اور کوئی کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں بلکہ اور اور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 103-102۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر ساتویں شرط یہ ہے کہ "یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

تکبر کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں"۔ (اللہ تعالیٰ کا رحم، جو بھی اللہ تعالیٰ کو ماننے والا ہے، اُس کو واحد سمجھنے والا ہے، اُس کی مدد کرتا ہے، اُس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے لیکن تکبر کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔ فرمایا کہ) "شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا"۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن 5 جلد صفحہ 598)

فرماتے ہیں کہ "اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریاء ہے، یا خود پسندی ہے، یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے"۔ (بیعت کر لی یہی کافی ہے) "کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا"۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

پھر مسکینوں کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: "اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لیے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا۔ اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 370۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر آٹھویں شرط یہ ہے کہ "یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اُس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا ہے"۔ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10 تا 12)

پس آپ کا مقصد دنیا کی اصلاح کرنا ہے اور ہم جو ماننے والے ہیں، ہمیں ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر نویں شرط یہ ہے: "یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے (سبحانہ تعالیٰ شانہٗ)۔ ....

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدھر: 9) وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی"۔

پھر آپ فرماتے ہیں: "مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی"۔ فرماتے ہیں "مَیں جماعت کو ابھی اس بچہ کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اُٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے۔ لیکن مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کر دے گا۔ اس لیے تم بھی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں۔ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھول دیتا ہے"۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 219۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: "اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ .... بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو"۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12-11)

پھر دسویں شرط یہ ہے: "یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اُس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیاوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار "تکمیل تبلیغ"، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں''۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرمارہے ہیں) ''اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے۔ اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہوسکتی تھیں۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اپنی شمولیت کے ساتھ اُس کو قوت دیں گے۔ اور اُس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اُس کے ساتھ اتارا گیا وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے''۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 420)

یعنی یہ شرعی احکامات ہیں اور یہی معروف احکام ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے اور ایک انسان کی دنیاوی طوقوں سے نجات بھی اسی میں ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ''اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے کہ جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے مَیں اُس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اُس کے پاس نہیں۔ سچا شفیع مَیں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں'' (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہوں) ''اور اس کا ظل جس کو اس زمانے کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی، یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم''۔

(دافع البلاء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233)

پھر آپ فرماتے ہیں۔ اب ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آخر میں بیان ہے ''اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو''۔ (پھر فرماتے ہیں اس بارے میں کہ کون عزیز ہیں؟) فرمایا کہ ''میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ مَیں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں'' (مضبوط قلعہ میں ہوں، حفاظت میں رکھنے والا قلعہ میں ہوں) ''جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے۔ اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مُزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پَیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہوجاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی آگ نہیں تھی''۔ (انسان جب پاک بنتا ہے، نفس کی دوزخ میں جب پاؤں رکھتا ہے جب انسان اپنے آپ کو، اپنے نفس کو پاک کرتا ہے تو پھر جتنی بھی اُس کی نفس کی آگ تھی وہ ٹھنڈی ہوجاتی ہے) فرمایا: ''تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے اور ایک تجلّیٔ خاص کے ساتھ رب العالمین کا استویٰ اس کے دل پر ہوتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر اپنا عرش قائم کرتا ہے) تب پرانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُس کو عطا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہوکر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اِسی عالم میں اُس کو مل جاتا ہے''۔

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35-34)

پس یہ وہ تعلیم اور خواہشات ہیں جن پر چلنے اور پورا کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع کی ہے۔ حقیقی بیعت کنندہ کا یہ معیار مقرر کیا ہے۔ پس آج کے دن ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم ان شرائط پر اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں اور غلطیوں کو معاف فرمائے، انہیں دور فرمائے اور ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر کوئی نیکیاں ہمارے اندر ہیں تو اُن کے معیار پہلے سے بلند ہوتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بلند کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے مقصد کو پورا کرنے والے بن سکیں۔

آج مَیں نے احتیاطاً پاکستان کے حوالے سے کچھ نوٹس رکھ لئے تھے۔ پاکستان میں بھی 23/مارچ کو یومِ پاکستان منایا جارہا ہے اور اس حوالے سے بھی پاکستانی احمدیوں کو مَیں کہوں گا کہ دعا کریں کہ جس دور سے آج کل ملک گزر رہا ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو بچائے۔ احمدیوں کی خاطر ہی اس کو بچائے۔ کیونکہ احمدیوں نے اس ملک کو بچانے کی خاطر بہت دعائیں کی ہیں لیکن پھر بھی یہی کہا جاتا ہے اس لئے چند حقائق بھی مَیں پیش کروں گا کہ احمدی کس حد تک اس ملک کے بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے؟

'دورِ جدید' ایک اخبار تھا، اُس نے 1923ء میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق یہ لکھا کہ ''پنجاب کونسل کے تمام مسلمانوں نے (جو) (یقینا مسلمانانِ پنجاب کے نمائندے کہلانے کا جائز حق رکھتے ہیں) جبکہ یہ ضرورت محسوس کی کہ پنجاب کی طرف سے ایک مستند نمائندہ انگلستان بھیجا جانا چاہئے تو عالی جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ہی کی ذاتِ ستودہ صفات تھی جس پر اُن کی نظر انتخاب پڑی۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے اپنا روپیہ صرف کرکے اور اس خوبی اور عمدگی سے حکومتِ برطانیہ اور سیاسینِ انگلستان کے روبرو یہ مسائل پیش کئے جس کے مداح نہ صرف مسلمانانِ پنجاب ہوئے بلکہ حکومت بھی کافی حد تک متأثر ہوئی............۔

(اخبار دورِ جدید لاہور 16 اکتوبر 1923 بحوالہ تحریک پاکستان میں جماعت احمدیہ کی قربانیاں از مرزا خلیل احمد قمر صفحہ 11)

یہ وہ واقعات ہیں اور وہ روشن حقائق ہیں جن سے کم از کم اخباری دنیا کا کوئی شخص کسی وقت بھی انکار نہیں کرسکتا۔ پھر ممتاز ادبی شخصیات میں سے مولانا محمد علی جوہر صاحب ہیں۔ اپنے اخبار ''ہمدرد'' مؤرخہ 26/ستمبر 1927ء میں لکھتے ہیں کہ:

''ناشکری ہوگی کہ جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد اور اُن کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنے تمام تر توجہات، بلا اختلافِ عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کردی ہیں............ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقے کا طرزِ عمل سوادِ اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں، مشعل راہ ثابت ہوگا''۔

(اخبار ''ہمدرد'' مورخہ 26 ستمبر 1927ء بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 7)

یعنی مولانا محمد علی جوہر صاحب بھی نہ صرف جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہ رہے ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کو مسلمان فرقہ میں شمار کررہے ہیں۔ جبکہ آجکل تاریخِ پاکستان میں سے احمدیوں کا نام نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور آئینی لحاظ سے مسلمان تو وہ لوگ ویسے ہی تسلیم نہیں کرتے۔

پھر اسی طرح ایک بزرگ ادیب خواجہ حسن نظامی نے گول میز کانفرنس کے بارہ میں لکھا کہ:

''گول میز کانفرنس میں ہر ہندو اور مسلمان اور ہر انگریز نے جو چوہدری ظفر اللہ خان کی لیاقت کو مانا اور کہا کہ مسلمانوں میں اگر کوئی ایسا آدمی ہے جو فضول اور بے کار بات زبان سے نہیں نکالتا اور نئے زمانے کی پولیٹکس پیچیدہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے تو وہ چوہدری ظفر اللہ خان ہے''۔

(اخبار ''منادی'' 24 اکتوبر 1934 بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 24)

پھر ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''گول میز کانفرنس کے مسلمان مندوبین میں سے سب سے زیادہ کامیاب آغا خان اور چوہدری ظفر اللہ خان ثابت ہوئے''۔

(اقبال کے آخری دو سال صفحہ 16 بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 24)

یہ بھی ایک کتاب ہے ''اقبال کے آخری دو سال'' اور اس کی ناشر اقبال اکیڈمی پاکستان ہے۔

پھر حضرت قائداعظم نے خود سیاست میں واپس آنے کے بارے میں ہندوستان واپس جانے کے بارے میں فرمایا کہ:

''مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ مَیں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کرسکتا''۔ (جب یہ واپس چلے گئے تھے ہندوستان چھوڑ کے، انگلستان آگئے تھے) ''نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کرسکتا ہوں، نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں۔ آخر مَیں نے لنڈن ہی میں بود و باش کا فیصلہ کرلیا''۔

(قائداعظم اور ان کا عہد از رئیس احمد جعفری صفحہ 192 بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 8)

یہ رئیس جعفری صاحب کی کتاب ''قائداعظم اور ان کا عہد'' میں یہ درج ہے۔ ''تو اُس وقت جماعت احمدیہ نے ان کو واپس لانے کی کوشش کی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے امام مسجد لنڈن مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو بھیجا کہ قائداعظم پر زور ڈالیں کہ وہ واپس آئیں اور مسلمانوں کی رہنمائی کریں تا کہ اُن کے حق ادا ہو سکیں۔ آخر قائداعظم ہندوستان واپس گئے اور مسلمانوں کی خدمت پر کمربستہ ہونے کی حامی بھرلی اور بے ساختہ انہوں نے یہ کہا کہ: The eloquent persuasion of the Imam left me no

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

escape. (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 102 ایڈیشن ۲۰۰۷)

یعنی امام مسجد لنڈن کی جو فصیح و بلیغ تلقین اور ترغیب تھی، اُس نے بھی میرے لئے کوئی فرار کا رستہ نہیں چھوڑا۔

پھر مشہور صحافی جناب محمد شفیع جو میم شین کے نام سے مشہور ہیں، لکھتے ہیں کہ:

’’یہ مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام لنڈن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آ کر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آ گئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے‘‘۔

پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981ء میں یہ حوالہ درج ہے۔

(پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981ء سپلیمنٹ II کالم نمبر 1 بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 8)

پھر جو اشد مخالفین تھے انہوں نے بھی ایک اعتراف کیا۔ چنانچہ مجلسِ احرار نے ’’مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ‘‘ کے عنوان سے ایک کتابچہ 1946ء میں شائع کیا جس میں صاف طور پر لکھا کہ مسٹر جناح نے کوئٹہ میں تقریر کی اور مرزا محمود کی مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی جو پالیسی تھی اس کو سراہا۔ اس کے بعد جب سنٹرل وسطی کے الیکشن شروع ہوئے تو تمام مرزائیوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے۔

(مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ صفحہ 18 بحوالہ تعمیر و ترقئ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 11-10)

مشہور اہلحدیث عالم مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب ’پیغام ہدایت و تائید پاکستان و مسلم لیگ‘ میں لکھتے ہیں کہ احمدیوں کا اسلامی جھنڈے کے نیچے آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے‘‘۔ یعنی ان کے نزدیک احمدی مسلمان بھی ہیں اور انہوں نے پاکستان میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ پھر باؤنڈری کمیشن کے سامنے جو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات ہیں اُن کو حمید نظامی صاحب نوائے وقت کے بانی تھے، بڑی مدحت بھرے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ نوائے وقت آجکل تو جماعت کے خلاف بہت کچھ لکھتا رہتا ہے، ان کی پالیسی بدل گئی ہے کیونکہ یہ لوگ دنیاوی فائدہ زیادہ دیکھنے لگ گئے ہیں، لیکن بہرحال جناب حمید نظامی صاحب جو اس کے بانی تھے وہ لکھتے ہیں کہ:

’’حد بندی کمیشن کا اجلاس ختم ہوا..........کوئی چار دن سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل، نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ اُن کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقے سے اربابِ اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔ سر ظفر اللہ خان صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا۔ مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلا لحاظ عقیدہ، اُن کے اس کام کے معترف اور شکر گزار رہوں گے‘‘۔

(نوائے وقت یکم اگست 1947ء بحوالہ تعمیر و ترقئ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 105-104)

پھر جب 53ء کے فسادات ہوئے ہیں۔ تحقیقاتی عدالت میں جماعت کا معاملہ پیش ہوا۔ جسٹس منیر بھی جج تھے، لکھتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا اور چوہدری ظفر اللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا، خاص قسم کے دلائل پیش کئے، لیکن عدالت ھذا کا صدر (یعنی جسٹس منیر) جو اس کمیشن کا ممبر تھا، (اُس وقت باؤنڈری کمیشن میں یا چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ) اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے حکام کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مصلحت سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کے لئے نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں، اس کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت المعروف ’’منیر انکوائری رپورٹ‘‘ صفحہ 305 ایڈیشن ۲۰۰۷)

اور یہ شرمناک ناشکرا پن اب اکثر سیاسی جماعتوں میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، اور پھر جو ملک کی حالت ہے وہ بھی ظاہر و باہر ہے۔ اس لئے آج کے، اس دن کے حوالے سے پاکستانی اپنے ملک پاکستان کے لئے بھی بہت دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ اس کو اس تباہی سے بچائے جس کی طرف یہ بڑھتا چلا جا رہا ہے ❁

اعلان دُعا

مکرم و محترم شفیق احمد خان صاحب چک یاری پورہ کشمیر کی اہلیہ گزشتہ عرصہ سے گردوں کی بیماری کی وجہ سے صورہ ہسپتال سری نگر میں زیر علاج ہیں۔ ان کی مکمل کامل و عاجل شفایابی کیلئے قارئین بدر سے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (فیاض احمد نمائندہ بدر)

(بقیہ: اداریہ از صفحہ 2)

زیادہ افسوس تو عصر حاضر کے علماء پر ہوتا ہے جو آیت استخلاف کی ایسی تشریح و تفصیل بیان کرتے ہیں جس میں وہ عامۃ المسلمین کو خدا تعالیٰ کے وعدہ سے قطعی بے خبر رکھتے ہیں۔ حضرات علماء کا تمام تر زور خطابت بس اس بات پر گھومتا ہے کہ اس آیت میں مسلمانوں کو من حیث القوم پہلی اُمتوں کا جانشین بنائے جانے کا ذکر ہے لیکن نہ جانے وہ اس بات کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے مطابق ہی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ حضرات علماء کرام کی ایسی تشریحات و تفاسیر سے ہی آج اُمت مسلمہ اس حالت تک پہنچ گئی ہے۔ یاس و نا اُمیدی اور پستی کا یہ عالم ہے کہ اب موجودہ مسلمان اور ان کے نام نہاد رہنماء اُمت کے دوبارہ ایک ہاتھ پر جمع ہونے اور اسلام کی دوبارہ ترقی سے نا اُمید ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں آل انڈیا امام آرگنائزیشن کے قومی صدر امام عمیر الیاسی نے سونی پت کے گاؤں ڈیوڑو میں منعقد اصلاح معاشرہ کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ’’ملت اسلامیہ میں کوئی رجل رشید ایسا نہیں ہے جو میدان عمل میں آ کر خیر اُمت کو ایک پلیٹ فارم پر لے آئے، اسی کی قیادت میں قومی مسائل کا حل ھو اور ملت کو مزید خلفشار و انتشار سے بچایا جا سکے۔ امام الیاسی نے کہا قرآن مقدس کی تعلیمات کے برعکس آج ملت اسلامیہ مسلکوں، فرقوں اور طبقات و گروہ بندیوں کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ خیر القرون کے دور میں ہماری شناخت صرف اسلام کے نام پر تھی بعد میں لوگ ہمیں حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی کی حیثیت سے پہچاننے لگے، ایک دور آیا کہ اُمت مسلمہ کی شناخت شیعہ اور سنی کے طور پر ہونے لگی، جب کہ آج ہم دیوبندی، بریلوی اہل حدیث، شیعہ وہابی، سلفی وغیرہ کے علامتی نام سے جانے جاتے ہیں، اسی پر بس نہیں بلکہ ہر مسلک خود کو برحق اور مقابل کو ناحق ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک موقع ملتے ہی ایک دوسرے کو پٹخنی دینے کے فراق میں رہتا ہے۔ انہوں نے کہا اسلام مذہب کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے بنی نوع انسان کو توحید، نماز اور روزہ، زکوٰۃ، تقدیر اور فرشتوں پر ایمان جیسی چیزوں کی دعوت دی تھی، کیا ان کاموں کیلئے فرقہ بندی ضروری ہے؟ امام عمیر نے حاضرین سے مزید کہا خیر امت کا قرآن اور کعبہ ایک ہے نماز بھی سب پانچ وقت کی ہی ادا کرتے ہیں، قرآن بھی یکساں ہے تدفین میں بھی ہم سب ایک ہی راستہ اختیار کرتے ہیں۔ تب دیوبندی و بریلوی اور شیعہ سنی میں بٹے رہنا اور اس بنیاد پر سر پھٹول کرنا کہاں کی انسانیت ہے۔ انہوں نے کہا پانی سر سے اُونچا ہوتا جا رہا ہے، اس پر بند باندھنے کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم محو خواب رہیں اور ملت اسلامیہ پیچ بھنور میں پھنس کر غرق ہونے لگے۔ اُس وقت شور مچانے اور الامان کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

(بحوالہ ہند سماچار جالندھر مورخہ 12 اپریل 2012 صفحہ 5)

کیا اپنے کیا بیگانے سب اُمت مسلمہ کے فرقوں گروہوں مسلکوں اور طبقات میں بٹنے کا رونا اور گریہ کر رہے ہیں۔ مگر اُمت کو ان مصائب سے نکالنے کا کسی کے پاس حل نہیں ہے۔ خود ساختہ حل نکالنے کی الگ الگ تجاویز اور کوششیں کی جا رہی ہیں۔ مگر نتیجہ ڈھاک کے تین پات ہی ہے۔

انشاء اللہ اگلی قسط میں ہم اُمت محمدیہ میں جاری ہونے والی دائمی خلافت اور اُمت کی فلاح و بہبود کیلئے آنحضرت ﷺ کے بیان فرمودہ احکامات پر گفتگو کریں گے۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری)

خلافت

خلافت باعثِ صد جلوہ ہائے نورِ یزدانی — خلافت سرشان و شوکتِ آیات قرآنی
خلافت رحمت حق مظہر صد لطفِ ایمانی — خلافت آفتاب و نیر ملّت کی تابانی
خلافت ظلمتِ کفر و ضلالت کے لئے مشعل — خلافت نعرۂ حق، نغمہ توحید ربّانی
نگاہِ بوبکرؓ سے دشمنانِ دین پراگندہ — شکستہ ہیبت فاروقؓ سے اجسام شیطانی
خلافت دولتِ گم گشتۂ انسان ناطاقت — خلافت برکتِ صبر و رضاو عشق عثمانیؓ
خلافت نے بشر کو عشق کے وہ راز سمجھائے — کہ جن کو دیکھ کر ہوتی ہے حیرت کو فراوانی
خلافت نے وہ حسن زندگی بخشا ہے دنیا کو — چمکتی ہے جمال پاک سے عالم کی پیشانی
خلافت کیا ہے انوار نبوت کا تتمہ ہے — انہیں انوار سے روشن ہے چشم نوع انسانی
خلافت کی ردائے نُور چھینے کوئی ناممکن — خدا خود کر رہا ہے جس خلافت کی نگہبانی

بحمد اللہ عروج آدم خاکی کا دور آیا
میسر ہے ہمیں پھر شوق یہ انعام رحمانی

(بحوالہ شعراء احمدیت۔ مرتبہ سلیم شاہجہانپوری صفحہ ۴۶۵)

تصحیح: بدر مورخہ 19 اپریل 2012 کے صفحہ 15 پر مسل نمبر 6603 میں مکرمہ فریدہ عفت صاحبہ کی زوجیت سہواً غلط شائع ہوئی ہے۔ آپ مکرم مبارک احمد امینی صاحب کی اہلیہ ہیں اور مکرم سید نور الحق صاحب کی بیٹی ہیں۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

کیا عوامی تحریک سے خلافت کا قیام ہوسکتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ

مجلس سوال وجواب (9؍جون 1995ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ مجلس سوال وجواب 9؍جون 1995ء میں حاضرین نے مختلف سوالات کئے۔ ذیل میں خلافت سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب ہدیۂ قارئین ہے۔

سوال۔ مسلمانوں میں خلافت کے قیام کے لئے تحریکیں چل رہی ہیں۔ کیا عوامی تحریک سے خلافت کا قیام ہوسکتا ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

سوال تو یہ ہے کہ کس کی خلافت؟ اگر عوام کی خلافت ہے تو اس کو جمہوریت کہتے ہیں۔ اسی کا نام بادشاہت ہے۔ تو وہ تو چل رہا ہے۔ پھر اَور کیا زور دے رہے ہیں خواہ مخواہ۔ اگر اللہ کی خلافت ہے تو جب تک وہ نہ بنائے گا خلافت بن ہی نہیں سکتی۔ اور اللہ اپنا خلیفہ خود بناتا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے غیر احمدی مسلمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ وہ خلافت بند کر بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اختیار ہی چھین لیا ہے کہ وہ کسی کو خلیفہ بنا سکے۔ تیسری قسم بیچ کی خلافت کی ہے وہ خلیفہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور اگر خلیفۃ اللہ ہی نہیں بنے گا تو اس کا خلیفہ کیسے بن جائے گا جس کو ہم خلیفۃ الرسول کہتے ہیں یا خلیفۃ المسیح کہتے ہیں۔

اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں اوّل خلافت کا قیام خدا تعالیٰ کی طرف سے خود ہوتا ہے۔ چنانچہ تمام انبیاء کی خلافت کا انتظام خود اللہ نے کیا۔ ان کو کہتے ہیں خلیفۃ اللہ۔ اور خلیفۃ الرسول وہ جسے رسول خلیفہ بنائے یا اس کے بعد خدا خلافت کا نظام جاری کردے۔ اور اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی (خلافت کو) اپنی طرف ہی منسوب کردیا ہے

حضور رحمہ اللہ نے اس موقع پر سورۃ النور کی آیت استخلاف کی تلاوت کی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ (سورۃ النور:56)

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ نبی کے وصال کے بعد خلافت کا قیام اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے۔ اور خلافت کا قیام ان لوگوں میں سے ہوگا جو نبی پر ایمان لاتے ہوں اور نیک عمل بجا لاتے ہوں۔ لفظی ترجمہ ہے کہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ مَیں قائم کروں گا۔ وَعَدَ اللّٰہُ اللہ نے وعدہ فرما لیا ہے۔ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے محمد رسول اللہ پر اور نیک اعمال بجالائے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا تفصیلی ترجمہ کیا ہوا ہے کہ جو ایمان لاتے ہیں اللہ کے نیچے زمین پر خلافت کا کہ خدا کی خلافت قائم ہوگی اور اس خلافت سے باہر نکلنا بددیانتی ہے، بے ایمانی ہے ان لوگوں سے وعدہ فرما سکتا ہے۔ یعنی جو خلافت پر ایمان نہیں رکھتے ان کو اس مضمون سے باہر نکال دیا ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے شور بھی ڈالا مگر حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ سیاق سباق بتا رہا ہے کہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کے بعد یہ ایمان خلافت کے ساتھ تعلق رکھنے والا مضمون ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا مگر یہ تو الگ بحث ہے۔ غیر احمدیوں کے لئے تو صرف اتنا ہی مسلّمہ ترجمہ کافی ہے کہ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے محمد رسول اللہ ﷺ پر اور نیک اعمال بجالائے اللہ ان سے وعدہ کرتا ہے۔ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وہ ضرور زمین میں ان کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ یعنی ساری قوم کو جو لوگ ایمان لانے والے ہیں۔ حضورؒ نے فرمایا کیسے بنائے گا ان کو خلیفہ؟ کیا ہر کوئی خلیفہ ہونے کا دعویٰ کردے گا کہ آؤ مَیں بھی خلیفہ ہوں، فلاں بھی خلیفہ ہے، فلاں بھی خلیفہ ہے۔ حضورؒ نے آیت استخلاف کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا: ''کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ'' پہلے بھی تو لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا ان کی مثال دیکھو۔

جب موسیٰ کو خلیفہ بنایا اس کے بعد جو خلیفہ بنا پھر اس کے بعد خلیفہ بنے۔ ابراہیم علیہ السلام کے بعد خلفاء بنے، ساری قوم نے تو دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ہم خلیفہ ہیں۔ ساری قوم خدا کی نمائندہ ہو تو ان کا خلیفہ خدا کا خلیفہ کہلا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ بہت ہی خوبصورت مضمون اٹھایا ہے کہ تم سب کو نیک بننا پڑے گا۔ خدا سے خلافت کا انعام پانے کی خاطر تم سب کو ایمان پر قائم رہنا ہوگا، تم سب کو نیک اعمال بجالانے ہوں گے ورنہ فاسقوں کو اللہ خلافت عطا نہیں کیا کرتا۔ اس لئے یہ شرط ہے کہ تم اس پر قائم رہو تو خدا وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمہیں خلیفہ بنائے گا یعنی تمہیں اس دنیا میں اپنا نمائندہ بنادے گا۔ وہ نمائندگی کس طرح عطا ہوگی؟ تمہارے اندر ایک خلافت کا نظام قائم کرے گا۔ یہ مضمون ہے۔ اس میں کہاں جمہوریت کا ذکر آیا ہے کہیں۔ اور پھر وہ خلافت اللہ نے عطا فرما دی تھی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت جاری ہوئی۔

اس کے بعد جب خلافت کی بے حرمتی ہوئی، اس سے مونہہ موڑا گیا تو خلافت کا رنگ بدل دیا۔ وعدہ تو خدا نے پورا کیا مگر ایک اور رنگ میں۔ قومی وحدت قائم نہ رہی۔ کیونکہ اسی آیت میں خلافت کے ساتھ کچھ شرطیں وابستہ تھیں۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا وہ خلافت جو خدا کی طرف سے عطا ہوتی ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ دین کو تمکنت ملتی چلی جاتی ہے اور ترقی پر ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور ہر خوف امن میں بدلتا ہے۔ نہ کہ ہر امن خوف میں بدلتا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب خلافت راشدہ کے بعد ہر امن خوف میں بدلنے لگا تو بعد میں جو خلافتیں آئی ہیں ان کو خلافت راشدہ نہیں کہا جاسکتا۔ پھر اگر صرف حکومت کو خلافت کہہ دو تو اللہ تعالیٰ نے ملوکیت کے بارہ میں الگ ذکر فرمایا ہوا ہے، ملوکیت کی بات ہی الگ کی ہوئی ہے۔ وہ ملوکیت تھی اور اس کو خلافت اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ بیک وقت دو خلیفہ نہیں ہوسکتے۔ اور حضرت علیؓ اگر خلیفہ تھے تو روحانی طور پر معاویہ خلیفہ نہیں تھے۔ بادشاہ تو کہلا سکتے ہیں، ایک مسلمان ملک کے مسلمان بادشاہ۔ لیکن خلیفۃ الرسول ان معنوں میں نہیں کہا جاسکتا کیونکہ خلافت منقطع نہیں ہوتی۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسی خلافت کے اندر توحید کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ اگر تم خلافت سے وابستہ ہوگے، یہ لوگ جن کا ذکر ہے خلافت سے وابستہ ہوجائیں گے تو اس کی نشانی یہ ہے یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا میری عبادت کریں گے اور میرا کوئی شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ وہ قوم جو خدا کی توحید پر قائم ہو اور شریک نہ ٹھہرائے وہ قوم اکٹھی ہوا کرتی ہے۔ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک قوم تھی، ایک ہاتھ پر جمع تھی۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ نے جس حال میں اسلام کو چھوڑا ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا ہوا، ایک مٹھی کی طرح وہی ہے دنیا میں توحید کا اظہار۔ یعنی دنیا میں توحید کا منظر جو ظاہر ہوتا ہے وہ روحانی توحید کے نتیجے میں اس کی برکت سے عطا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خلیفۃ اللہ ہونے کا حق ادا کرکے ایک مثال قائم کردی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ محمد رسول اللہ پر ایمان لائیں گے اور نیک اعمال بجالائیں گے ان کو بھی مَیں خلافت عطا کروں گا تو ان کی یہ نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ تین نشانیاں بیان فرمائیں۔

اوّل۔ دین کو تمکنت ملے گی اور دین دن بدن ترقی کرے گا۔

نمبر 2۔ خوف آئیں گے اور ہر خوف کو خدا امن میں تبدیل کرتا چلا جائے گا۔

نمبر 3۔ وہ اکٹھے رہیں گے، ایک ہاتھ پر جمع رہیں گے میری عبادت کریں گے اور ان میں کوئی شرک کا شائبہ نہیں ہوگا۔ پھر دنیا کے لحاظ سے بھی وہ ایک متحدہ ملت واحدہ کے طور پر ابھریں گے۔ اگر ایسا نہ ہو وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ جو اس کے باوجود پھر کفر کرے گا فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ پس یہ لوگ ہیں جو فاسق ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کے ترجمہ میں اس لئے یہ بات تقویت دیتی ہے کہ اٰمَنُوۡا کا آغاز تو بہرحال رسول اللہ ﷺ پر ہے مگر اس آیت کے آغاز میں ایمان بالخلافت ضرور پیشِ نظر ہے کیونکہ جو کفر کرتا ہے اس کے بعد وہاں مومنوں کے اندر اندرونی کفر آ گیا۔ کس چیز کا کفر کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا کفر کرے تو اسلام سے ہی نکل جاتا ہے۔ یہاں کفر سے مراد خلافت کا کفر ہے۔ یہاں کفر سے مراد خلافت کی ناشکری ہے۔ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ان کا درجہ اسلام کے اندر فاسقین کا درجہ ہوگا۔ بظاہر مسلمان رہیں گے لیکن فاسق کہلائیں گے۔ تو یہ سارا مضمون مسلسل اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے، خدا کی طرف خلافت کے مضمون کو منتقل کررہا ہے کہ اللہ ہی خلافت قائم کرتا ہے۔ اور جب وہ قائم کرتا ہے تو یہ علامتیں ظاہر کرتا ہے جن کا بنانا بندوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اب بتائیں اس آیت کے مضمون کو سمجھنے کے بعد یہ کیسے خلافت قائم کریں گے؟۔ کوئی طریقہ ہے؟

ایک ہی راستہ تھا کہ خلیفۃ اللہ دوبارہ قائم ہو اور اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا، ہے ہی نہیں، ممکن ہی نہیں۔ جب خلیفۃ اللہ کا انکار کر بیٹھے ہیں تو خلیفۃ الرسول یا خلیفۃ المسیح یا خلیفۃ المہدی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور قرآن کے بعد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف رجوع کریں تو وہاں سے معاملہ خوب کھل جاتا ہے۔ حدیث میں واضح طور پر آتا ہے کہ آپؐ نے قرآن کریم کی آیت کی رو سے یہ بتایا کہ خلافت ہوگی، پھر ملوکیت ہوجائے گی، پھر ملوکیت ظالم بادشاہوں میں تبدیل ہوجائے گی اور دن بدن معاملہ بگڑے گا۔ اس دوران خدا کا یہ وعدہ کیسے پورا ہوگا کہ جو تم میں سے مومن اور نیک اعمال بجالانے والے ہیں ان کو تو بہرحال اللہ کی طرف سے کچھ حفاظت ملنی چاہئے۔ اس کی پیشگوئی فرمادی کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوگا تو مجدد خلیفۃ اللہ کا قائم مقام ہے اور خلافت بدرجہ اَولیٰ۔ کیونکہ خلافت تمام امت کو امت واحدہ میں تبدیل کرتی ہے جبکہ مجدد وقتی اصلاح کرکے مرنے سے بچا لیتا ہے، مزید Deterioration سے بچالیتا ہے۔

پس خلافت کلیۃً ختم نہیں ہوئی۔ مگر خلافت کی ایک ثانوی شکل جس کو مجددیت فرمایا گیا اور کہیں رسول اللہ ﷺ نے اس مجددیت کو براہ راست خلافت نہیں کہا۔ اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ مجددیت کی مثال ایسی ہے جیسے پانی نہ ہو تو تیمم کیا جاتا ہے۔ وضو کے قائم مقام تو ہے مگر تیمم وضو نہیں کہلاتا۔ تبھی رسول اللہ ﷺ نے آیت

استخلاف کے تابع، کیونکہ آپؐ قرآن کریم سے باہر تو مضمون سوچا بھی نہیں کرتے تھے، اسی آیت کے تابع خدا سے اذن پا کر مجددیت کا وعدہ فرمایا لیکن اسے خلافت نہیں کہا کیونکہ وہ خلافت کے سایہ میں پلنے والا ایک متبادل نظام تھا۔ اس کے عدم وجود کی صورت میں اس کا ایک متبادل نظام کہنا چاہئے۔

اب یہ سوال ہے کہ پھر خلافت کا ذکر کب فرمایا ہے؟ اگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد خلافت کی پیشگوئی نہیں کی پھر تو سارے مولوی مل کر اور سارے جہان کے مسلمان بھی مل کر خلیفہ نہیں بنا سکتے ۔ اگر کی ہے تو اسی طرح پوری ہوگی جس طرح آپؐ نے فرمایا ہے اور اس کو بدل نہیں سکتے۔ آپؐ نے پیشگوئی کی ہے اور خلافت کو مسیح کے نزول کے ساتھ باندھا ہے ۔ فرمایا جب مسیح ظاہر ہوگا، نبی اللہ۔ کیسی حکمت ہے اور کس طرح اندرونی نظام ہے کوئی تضاد نہیں۔ ثُمَّ تَكُونُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّة ۔ پھر منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی کیونکہ نبوت کے بغیر منہاج النبوت کی خلافت بن ہی نہیں سکتی۔ جب تمہاری ناشکری کی وجہ سے ایک دفعہ منہاج النبوۃ کی خلافت میں انقطاع آ گیا تو پھر خلافت اپنی پوری شان کے ساتھ منہاج النبوۃ کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی اس لئے اللہ تعالیٰ مسیح کو نازل فرمائے گا، مسیح موعود کو بھیجے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ثُمَّ تَكُونُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّة پھر خلافت ازسرنو شروع ہوگی منہاج النبوۃ پر۔

حضورؒ نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اب بتائیں کہاں ہے مسیح ان کا؟ یہ سنا آپ نے کہ مسیح آ گیا ان کے اندر؟ جو آیا اس کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ تو خلافت کے دو ہی راستے تھے دونوں کا انکار کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد ظلی نبوت کا انکار، چھٹی ہوگئی خلافت آ ہی نہیں سکتی اور مسیح موعود کا نام لے کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ مسیح آئے گا تو خلافت آئے گی۔ مسیح آ گیا اور اس کا انکار کردیا۔ اب خیالوں میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ آئے گا۔ جب آئے گا تو پھر دیکھی جائے گی اس کے بغیر کس طرح خلافت لا سکتے ہیں۔ تو ان کو اسی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مَیں نے ان کو چیلنج کیا تھا خاص طور پر ہندوستان کے علماء کو کہ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ مسیح زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں (جو مناظرہ ہوا تھا ہندوستان میں اس کے جواب میں مَیں نے ان کو پیغام دیا تھا)۔ اگر تم واقعی سچے ہو، دھوکہ نہیں دے رہے تو آسان طریقہ یہ ہے کہ مسیح کو دعائیں کر کے اتار لو تو جماعت احمدیہ سے ایک ارب روپے انعام لے لو۔ انعام بھی لے لیں اور خلافت بھی قائم کرلیں، دونوں کام مفت میں ۔ مسیح بھی اتریں گے سارے مسائل کا حل ہوگا۔ یہ جھگڑا ہمارا ختم ہوجائے گا اور جماعت احمدیہ کو چاہے جائیدادیں بیچنی پڑیں ہم ضامن ہیں اس بات کے کہ ہم آپ کو کم ازکم ایک ارب دیں گے ۔ جتنے مولوی آتے ہیں کروڑ کروڑ روپیہ دیتے چلے جائیں گے۔ لیکن اربوں بھی ہوں تو دیں گے۔

حضور رحمہ اللہ نے اس سوال کا مزید تجزیہ کرتے ہوئے اور ایک اَور پہلو سے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ویسے ان سے پوچھا جائے کہ خلافت کس طرح قائم کرو گے؟ خلافت، اللہ کے رسول سے قائم ہوتی ہے، خلیفۃ اللہ سے قائم ہوتی ہے اس کے بغیر ہو نہیں سکتی ۔ پھر تم کس طرح قائم کرلو گے ۔ پھر آگے خلیفہ سنّیوں کا بنائیں گے یا شیعوں کا یا دونوں کا مشترکہ ۔ اگر سنّیوں کا بنائیں گے تو وہ خلافت کیسی جس سے اسلام کا ایک تہائی نکل کر ایک طرف بیٹھ جائے گا۔ ایک دوسرے کا سسٹم نہیں مانتے۔ ان کے خلیفہ کا شیعہ اُمّت انکار کررہی ہوگی اور اس کے انکار کو ایمان کا لازمہ قرار دے گی کہ جو اس بدبخت خلیفہ کو مانے گا جو شیعہ ائمہ سے الگ بنایا گیا ہے وہ بھی جہنمی ، ان کا خلیفہ بھی جہنمی اور یہ سب امیر المنافقین۔

یہ لازماً کہیں گے اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ورنہ اپنا ایمان کھوئیں گے۔ کیونکہ یہ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہی کہتے ہیں کیونکہ اس کا مسلک قائم رہ ہی نہیں سکتا اگر اس کے خلاف کوئی مسلک اختیار کریں۔ تو اگر کوئی خلیفہ بنایا گیا تو معاً اسی وقت شیعہ امت کی طرف سے یہ اعلان ہوجائے گا کہ یہ خلیفہ بھی منافق ،تم سارے جو ماننے والے ہو وہ منافق ہو اور جو امیر المنافقین ایک دفعہ پہلے (نَعُوذُبِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ) گزرے تھے اسی کا تم نے اعادہ کیا ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور شیعہ ائمہ کو اگر انہوں نے مل کر خلیفہ بنادیا تو ان کو کہیں گے کہ یہ تو خارجی لوگ ہیں، اول درجہ کے منافق ہیں، یہ شیطانی موومنٹ ہے اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ تو خلافتیں دو ہوگئیں۔ تو آگے جا کے بڑی مصیبت پڑنی ہے۔ سنّی خلافت اگر قائم ہو بھی جائے تو فوراً بٹنا شروع ہوجائے گی۔ کیونکہ یہ جو قبروں کو سجدہ کرنے والے ہیں ان سے وہ خلیفہ کیا سلوک کرے گا۔ یہ پہلے فیصلہ کرلیں کہ وہ خلیفہ وہابی ہوگا یا بریلوی ہوگا۔

حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ ہر ایک اپنا اپنا خلیفہ بنالیں گے۔

حضورؒ نے فرمایا: نہیں نہیں وہ تو ایک بھی نہیں بننا ان سے۔ اکٹھے نہیں ہوں گے، ہو ہی نہیں سکتا۔ ان کی ساری مسجدیں الگ الگ ہیں۔ سارے فرقے بھی الگ الگ نہیں بنائیں گے۔ مَیں یہ عرض کررہا ہوں۔ کیونکہ فرقوں میں اندرونی اتحاد بھی نہیں ہے ۔ اس وقت تک تو مَیں بیرونی بات کررہا ہوں ، بین الفرقہ صورتحال۔ اگر یہ بریلوی، وہابی کو خلیفہ مان جائیں گے تو وہابی ان کے سارے مزار بند کردیں گے۔ داتا دربار رہے گا نہ کوئی اور دربار رہے گا۔ اگر کسی مزار کے پاس دعا کے لئے جائیں گے تو کوڑے پڑیں گے ان کو ۔ ساری جھنڈیاں اور لِیریں جو لٹکائی ہوئی ہوتی ہیں سب درخت صاف کردئے جائیں گے اور کوئی پیر نہیں ہوگا جو ان کو بچہ دے یا کوئی اور برکتیں عطا کرے ۔ اور پھر حضرت عبدالقادر جیلانی کا سارا سلسلہ بند کر دیا جائے گا کہ فضول فرضی کہانیاں تم بنا رہے ہو شریک ٹھہرا رہے ہو خدا کا۔ تو یہ سب سوچ کر ان کو فیصلہ کرنا پڑے گا کہ وہابی خلیفہ ماننا ہے یا نہیں۔

اور اگر بریلویوں کا خلیفہ بن گیا تو اس نے خانہ کعبہ کے گرد پھر وہی بت شروع کردینے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی قبر کو سجدے ہوں گے، وہاں درویش ناچیں گے، چمٹے بجائیں گے ۔ یہ حال وہاں کردیں گے۔ تو یہ حال ہونا ہے تمہارا، یہاں ہوگا یا وہاں ہوگا۔ اب بتائیں یہ خلیفہ کس مسلک کے آدمی کو بنائیں گے۔ نورانی صاحب کو بنائیں گے یا ان میں کوئی مولوی چنیں گے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے ایک دفعہ ہندوستان میں خلافت موومنٹ چلی تھی اور اس کے لئے بڑا جوش پایا جاتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو کہا کہ خدا کا خوف کرو، عقل کرو۔ تمہاری خلافت موومنٹ بالکل بے معنی ہے۔ کبھی اس طرح خلیفہ نہیں بنا کرتے ۔ اور ٹرکی کے جس امیر کو تم اپنا خلیفہ بنایا کرتے تھے اس کو کوئی دلچسپی نہیں تمہاری خلافت سے ۔۔۔۔ حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کو روکا۔ ۔۔۔۔۔ خدا کے واسطے ہوش کرو اس طرح خلافتیں نہیں بنا کرتیں۔ کئی مسلمانوں نے اونے پونے اپنی جائیدادیں بیچ دیں اور ہندوؤں نے ان کی ساری جائیدادیں خرید لیں۔

بڑی قربانیاں کیں انہوں نے ان کے لئے۔ جو ایک کروڑ کی جائیداد تھی ہندوؤں نے ایک لاکھ میں خرید لی اور ان کو کہا کہ نکلو اب ہمارے ملک سے اور یہ سارے افغانستان پہنچ گئے ۔ وہاں ان سے وہ سلوک کیا گیا کہ تم پاگل ہوگئے ہو۔ مار مار کے انہیں وہاں سے بھگا دیا۔ بھوکے ننگے کچھ کھانے کو نہیں تھا سب کچھ بک چکا تھا تو ان کے یہ قافلے پھر واپس آئے اور پھر اس وقت ان کو ہوش آئی کہ یہ کیا ہو رہا تھا ہمارے ساتھ۔ اور جب ترکی پہنچے تو اتاترک تو زندہ نہیں تھا یہ 1922-23 کی بات ہے۔ ترکی میں جو بھی حکومت تھی انہوں نے سب مولویوں کو نکال دیا کہ ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ۔ عربوں نے حجاز کے علاقہ کے جو بدو تھے انہوں نے تو ان کی حکومت توڑی تھی اس لئے یہ کس پر خلافت قائم کرتے ۔ ادھر ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ تو خلافت کسی معنی میں بھی قائم ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ چنانچہ وہ وہاں سے مایوس ہوکر واپس آئے اور پھر ٹرکی کے خلاف لکھنا شروع کر دیا کہ ہم تو اتنے اخلاص کے ساتھ گئے تھے خلافت کی آفر کی لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں کوڑی کی بھی پرواہ نہیں جاؤ بھاگو یہاں سے اور اپنی خلافت لے کر چلتے بنو۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اب یہ دوبارہ خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو یاد دلانا چاہیئے کہ حضرت مصلح موعودؓ کے جو اُس وقت کے انتباہات ہیں وہ تاریخی نوعیت کے ہیں۔ وہ دوبارہ شائع کروانے چاہئیں۔ انہیں بتائیں کہ یہ دیکھو یہ خلافت موومنٹ تھی تمہاری اور یہ تنبیہ کی گئی تھی۔ کس طرح مخالفت میں بولے تھے۔ اس موضوع پر احمدیہ جماعت کے خلاف فساد ہوگیا۔ جگہ جگہ احمدیوں کو مارا گیا، گلیوں میں گھسیٹا گیا، بہت تکلیفیں دی گئیں کہ خلافت کے قائل نہیں حالانکہ خلافت کے تو احمدی ہی قائل تھے۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 27 جولائی 2007)

اعلان نکاح

مکرمہ فریدہ طلعت صاحبہ وقف نو بنت مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان کا نکاح مکرم مولوی رضوان احمد سلطان صاحب ابن مکرم محبوب احمد امروہی صاحب قادیان کے ساتھ مورخہ 16 مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے مبلغ 60 ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ عزیزہ مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش مرحوم کی پوتی اور مکرم حافظ عبدالعزیز صاحب درویش مرحوم کی نواسی ہے۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی بڑی بیٹی قدسیہ فضیلت و مکرم سید زبیر احمد صاحب استاد تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان ابن مکرم سید بشارت احمد صاحب کو مورخہ 29 اپریل کو بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت شائستہ احمد تجویز فرمایا ہے۔ ماں اور بچی دونوں وقف نو میں شامل ہیں۔ زچہ و بچی کی صحت و تندرستی درازی عمر، صالح خادم دین بننے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(قریشی محمد فضل اللہ۔ نائب مدیر بدر قادیان)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

ایک داعی الی اللہ کا دردِ دل سے لکھا خط

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ

” حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ ایک متبحر عالم اور ایک کامیاب مقرر اور بہترین واعظ تھے۔ اکثر اوقات قرآن مجید اور احادیث کے درس و تدریس میں مصروف رہتے۔ بالآخر خدا تعالیٰ نے آپ کو امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی شناخت اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت عطا فرمائی۔ بیعت کے بعد سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حضرت اقدس کی خدمت میں دھونی رما کر بیٹھ گئے اور آخر دم تک دین اسلام کی مقبول خدمت کی توفیق پائی۔ الہام الٰہی میں آپ کو ”مسلمانوں کا لیڈر“ کا خطاب عطا کیا گیا۔ حضرت مولانا صاحبؓ نے اپنے ایک دوست کو درد بھرے دل کے ساتھ ایک تبلیغی خط لکھا جو ہر دردمند دل رکھنے والے مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ یہ خط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ضرورت الامام میں درج فرمایا ہے۔

(مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہٖ

امابعد

من عبدالکریم الی اخی وحبّی نصراللہ خان سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آج میرے دل میں پھر تحریک ہوئی ہے کہ کچھ دردِ دل کی کہانی آپ کو سناؤں ممکن ہے کہ آپ بھی میرے ہمدرد بن جائیں۔ اتنی مدت کے بعد یہ تحریک خالی از مصالح نہ ہوگی۔ محرک قلوب اپنے بندوں کو عبث کام کی ترغیب نہیں دیا کرتا۔

چوہدری صاحب! میں بھی ابن آدم ہوں ضعیف عورت کے پیٹ سے نکلا ہوں ضرور ہے انسانی کمزوری، تعلقات کی کششیں اور رقت مجھ میں بھی ہو۔ بطن عورت سے نکلا ہوا اگر اور عوارض اسے چمٹ نہ جائیں تو سنگدل نہیں ہوسکتا۔ میری ماں بڑی رقیق قلب والی بڑھیا دائم المرض موجود ہے۔ میرا باپ بھی ہے (اللّٰھم عافہ و والہ و وفقہ للحسنیٰ) میرے عزیز اور نہایت ہی عزیز بھائی بھی ہیں۔ اور تعلقات بھی ہیں تو پھر کیا میں پتھر کا کلیجہ رکھتا ہوں جو مہینوں گذر گئے یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہوں یا کیا میں سودائی ہوں اور میرے حواس میں خلل ہے۔ یا کیا میں مقلد کور باطن اور علوم حقہ سے نابلد محض ہوں یا کیا میں فاسقانہ زندگی بسر کرنے میں اپنے کنبہ اور محلہ اور اپنے شہر میں مشہور ہوں۔ یا کیا میں مفلس نادار پیٹ کی غرض سے نت نئے بہروپ بدلنے والا قلاش ہوں۔ یعلم اللہ والملائکۃ یشھدون کہ میں بحمد اللہ ان سب معائب سے بری ہوں۔ وَلَا اُزَكِّيْ نَفْسِيْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ۔

تو پھر کس بات نے مجھ میں ایسی استقامت پیدا کر رکھی ہے جو ان سب تعلقات پر غالب آ گئی ہے۔ بہت صاف بات اور ایک ہی لفظ میں ختم ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے **امام زمان کی شناخت**۔ اللہ اللہ یہ کیا بات ہے جس میں ایسی زبردست قدرت ہے جو سارے ہی سلسلوں کو توڑ تاڑ دیتی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں میں بقدر استطاعت کے کتاب اللہ کے معارف و اسرار سے بہرہ مند ہوں اور اپنے گھر میں کتاب اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے کے سوا مجھے اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔ پھر میں یہاں کیا سیکھتا ہوں کیا وہ گھر میں پڑھنا اور ایک معتدبہ جماعت میں مشارالیہ اور مطمح انظار بننا میری روح یا میرے نفس کے بہلانے کو کافی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ واللہ ثم تااللہ ہرگز نہیں۔ میں قرآن کریم پڑھتا لوگوں کو سناتا۔ جمعہ میں ممبر پر کھڑا ہو کر بڑی پراثر اخلاقی وعظیں کرتا اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا اور نواہی سے بچنے کی تاکیدیں کرتا مگر میرا نفس ہمیشہ مجھے اندر اندر ملامتیں کرتا کہ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ میں دوسروں کو رُلاتا پر خود نہ روتا۔ اوروں کو ناکردنی اور ناگفتنی امور سے ہٹاتا پر خود نہ ہٹتا۔ چونکہ معتمد ریاکار اور خودغرض مکار نہ تھا۔ اور حقیقتاً حصول جاہ و دنیا میرا قبلہؑ ہمت نہ تھا۔ میرے دل میں جب ذرا تنہا ہوتا ہجوم کر کے یہ خیالات آتے مگر چونکہ اپنی اصلاح کے لئے کوئی راہ و روئے نظر نہ آتا اور ایمان ایسے جھوٹے خشک عملوں پر قانع ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا۔ آخر ان کشاکشوں سے ضعف دل کے سخت مرض میں گرفتار ہو گیا۔ بارہا مصمم ارادہ کیا کہ پڑھنا پڑھانا اور وعظ کرنا قطعاً چھوڑ دوں۔ پھر لپک لپک کر اخلاق کی کتابوں۔ تصوف کی کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا۔ احیاء العلوم اور عوارف المعارف اور فتوحات مکیہ ہر چہار جلد اور اور کثیر کتابیں اسی غرض سے پڑھیں اور بتوجہ پڑھیں اور قرآن کریم تو میری روح کی غذا تھی اور بحمد اللہ ہے۔ بچپن سے اور بالکل بے شعوری کے سن سے اس پاک بزرگ کتاب سے مجھے اس قدر انس ہے کہ میں اس کا کم و کیف بیان نہیں کر سکتا۔ غرض علم تو بڑھ گیا اور مجلس کے خوش کرنے اور وعظ کو سجانے کے لئے لطائف و ظرائف بھی بہت حاصل ہو گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ بہت سے بیمار میرے ہاتھوں سے چنگے بھی ہو گئے۔ مگر مجھ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوتی تھی۔ آخر بڑے حیص بیص کے بعد مجھ پر کھولا گیا کہ زندہ نمونہ یا اس زندگی کے چشمہ پر پہنچنے کے سوا جو اندرونی آلائشوں کو دھوسکتا ہو یہ میل اترنے والی نہیں۔ ہادیٔ کامل خاتم الانبیاء صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ سَلَامُهٗ نے کس طرح صحابہ کو منازل سلوک ۲۳ برس میں طے کرائیں۔ قرآن علم تھا اور آپ اس کا سچا عملی نمونہ تھے۔ قرآن کے احکام کی عظمت و جبروت کو مجرد الفاظ اور علمی رنگ نے فوق العادہ رنگ میں قلوب پر نہیں بٹھایا بلکہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عملی نمونوں اور بے نظیر اخلاق اور دیگر تائیدات سماویہ کی رفاقت اور پیاپے ظہور نے ایسا لازوال سکہ آپ کے خدام کے دلوں پر جمایا۔ خدا تعالیٰ کو چونکہ اسلام بہت پیارا ہے اور اس کا اَبَدُالدَّھر تک قائم رکھنا منظور ہے۔ اس لئے اس نے پسند نہیں کیا کہ یہ مذہب بھی دیگر مذاہب عالم کی طرح قصوں اور فسانوں کے رنگ میں ہو کر تقویم پارینہ ہو جائے۔ اس پاک مذہب میں ہر زمانہ میں زندہ نمونے موجود رہے ہیں۔ جنہوں نے علمی اور عملی طور پر حامل قرآن علیہ صلوات الرحمن کا زمانہ لوگوں کو یاد دلایا۔ اسی سنت کے موافق ہمارے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود اَيَّدَهُ اللّٰهُ الْوَدُوْد کو ہم میں کھڑا کیا کہ زمانہ پر وہ ایک گواہ ہو جائے۔ میں نے جو کچھ اس خط میں لکھنا چاہا تھا حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کے وجود پاک کی ضرورت پر چند وجدانی دلائل تھے۔ اس اثنا میں بعض تحریکات کی وجہ سے خود حضرت اقدس نے ”ضرورت امام“ پر پرسوں ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ ڈالا ہے جو عنقریب شائع ہوگا۔ ناچار میں نے اس ارادے کو چھوڑ دیا۔

بالآخر میں اپنی نیکی سے بھری ہوئی صحبتوں کو آپ کے باقاعدہ حسن ارادت کے ساتھ درس کتاب اللہ میں حاضر ہونے کو آپ کے اپنی نسبت کمال حسن ظن کو اور ان سب پر آپ کی نیک دلی اور پاک تیاری کو آپ کو یاد دلاتا اور آپ کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ سوچیں وقت بہت نازک ہے۔ جس زندہ ایمان کو قرآن چاہتا ہے اور جیسی گناہ سوز آگ قرآن سینوں میں پیدا کرنی چاہتا ہے وہ کہاں ہے۔ میں خدائے ربّ عرش عظیم کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ وہی ایمان حضرت نائب الرسول مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اس کی پاک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس کار خیر میں توقف کرنے سے مجھے خوف ہے کہ دل میں کوئی خوفناک تبدیلی پیدا نہ ہو جائے۔ دنیا کا خوف چھوڑ دو اور خدا کیلئے سب کچھ کھو دو کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔ والسلام

۱۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء

عاجز عبدالکریم از قادیاں

بحوالہ ضروت الامام صفحہ ۵۴۲ روحانی خزائن جلد ۱۳)

خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ

محترم خورشید احمد پربھاکر صاحب۔ درویش قادیان

خلیفہ خود بھی ہے اِک نُور سنگھاسن مہدی پہ آرڑوھ ۔۔۔ خدا کے ہاں بہت مقبول انی معك یا مسرُور
غرب سے شمس کا ظہور ہے تیری ذات اے مسرُور ۔۔۔ وہی چہرے ہوئے روشن کبھی جو پہلے تھے دیجور
مان پَر دِھّی پتا پر پُوت جگ میں مثل ہے مشہور ۔۔۔ ورالنھر کے موعود ہے تیری ذات بِن منصُور
بھیجیں سلام اور درود، ابدال شام بن منصور ۔۔۔ سعادت زور بازو نیست مقدر تھا ترا مسرور
اپنی جگہ بٹھا گئے مسیح دست گیر ۔۔۔ بھائیوں سے ملی بھائی کو خلافت عالمگیر

چسپاں ہوئی مسرور پہ انجیل کی تفسیر
طاہر ابن مریم دونوں راز کی تفسیر

مقدس امانت

خلافت خدا کی مقدس امانت ۔۔۔ ہے یہ روح کی زندگی کی ضمانت
خدا کی ہدایت کا ہے یہ تسلسل ۔۔۔ ہوئی وقت آدم سے جاری خلافت
خلافت ہے مرکز اُسی دائرے کا ۔۔۔ ہے وابستہ جس سے جہاں کی نظامت
اِسی سے تو فکر و عمل میں ہے وحدت ۔۔۔ اِسی سے اُجاگر ہے حُسنِ امامت
یہی جبکہ تجدید عہد خدا ہے ۔۔۔ کہاں چھوڑ کر جائیں ہم یہ روایت
جو محروم ہیں نعمت ایزدی سے ۔۔۔ نہیں اُن کو بھاتی خدا کی جماعت
خدا کی جو رسّی کو تھامے رہے گا ۔۔۔ محمدؐ کریں گے اُسی کی شفاعت
امامِ زمانہ کو پہچان لینا ۔۔۔ درایت کی ہے پختگی کی علامت

خلافت سے منہ موڑتے ہیں جو احمدؔ
وہ کھو بیٹھے ہیں جہاں میں وجاہت

(بحوالہ شعراء احمدیت۔ مرتبہ سلیم شاہجہانپوری صفحہ ۴۶۶)

منقولات

احیائے خلافت کی جدوجہد کے نشیب وفراز

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر۔

۲۸ رجب ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء کا دن اُمت مسلمہ کیلئے کسی المیہ سے کم نہیں تھا۔ اس دن تیرہ سو اکتیس سال سے قائم خلافت کا خاتمہ کیا گیا۔ مزید دکھ کا مقام یہ ہے کہ خلافت کے خاتمے پر تین چوتھائی صدی کا عرصہ گزر جانے کے باوجود اور اس حقیقت کے باوجود کہ خلافت امور عامہ میں سے ہے، شارع نے اس کے انعقاد کی ذمہ داری اُمت مسلمہ پر عائد کی ہے، ادارہ خلافت کے قیام کی کوئی باقاعدہ ٹھوس کوشش نہیں کی گئی درآں حالیکہ ائمہ اسلام کی اکثریت کے مطابق ''انتخاب خلیفہ'' اُمت محمدی پر فرض کفایہ کے طور پر لازمی ہے۔ اگر اس فریضہ کو انجام نہ دیا گیا تو تمام اُمت اس کی ذمہ دار ہوگی اور اس کیلئے قابل مواخذہ ہوگی اور اگر اُمت مسلمہ میں کسی بھی جگہ کے ارباب حل وعقد (اہل اختیار) نے اسے منعقد کر دیا تو ساری اُمت کے سر سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا۔

تشریح خلافت:

''خلافت'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنے نیابت اور قائم مقامی کے ہیں۔ اسی سے لفظ خلیفہ (جمع خلفاء) ہے جس کے معنی جانشین یا قائم مقام کے ہیں۔ قرآن مجید میں لفظ ''خلیفہ'' دوبار آیا ہے۔ جبکہ یہ لفظ اپنے اشتقاقی معنوں میں متعدد بار استعمال ہوا ہے تاہم ہر جگہ یہ لفظ نیابت اور جانشینی ہی کیلئے استعمال ہوا ہے۔ اسلامی تاریخ میں ''خلافت'' اس ادارے کو کہتے ہیں جو اُمت مسلمہ کے مرکز کی حیثیت رکھتا ہو اور خلیفہ اس ادارے کا سربراہ ہوتا ہے۔ یہاں اس غلط فہمی کا تدارک ضروری ہے جو عموماً لوگوں میں ناواقفیت کی بنا پر پھیلی ہوئی ہے۔

عموماً سمجھا جاتا ہے کہ خلافت کوئی دینی ادارہ ہے اور خلیفہ کی محض ایک رسمی مذہبی حیثیت ہوتی ہے جس کا کام چند مذہبی رسوم کی ادائیگی سے زیادہ کچھ نہیں۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ شارع کا فیصلہ ہے کہ خلافت دینی اور دُنیوی دونوں اُمور پر محیط ہو۔ اسلام انسان کی روحانی اور اخلاقی رہنمائی کے ساتھ ساتھ مادی معاملات میں بھی مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے اور مذہب اور سیاست کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرنے کے بجائے زندگی کے ہمہ گیر ضابطۂ حیات کیلئے ''دین'' کی جامع اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ اس لئے خلافت کا منصب بھی زندگی کے تمام امور پر محیط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ رسول تھے اور اس اعتبار سے ان کا بنیادی فریضہ منصب نبوت کی ذمہ داریاں سنبھالنا اور دین حق کی اشاعت میں کما حقہ سعی کرنا تھا جب کہ ان کی دوسری حیثیت ملت اسلامیہ کے قائد اور رہنما کی تھی، لہٰذا اس اعتبار سے ان کا کام وہی تھا جو کسی سربراہ مملکت یا حکمرانِ وقت کا ہوسکتا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے خلفائے راشدینؓ اُمت کے دینی اور روحانی رہنما ہونے کے ساتھ ساتھ امور حکمرانی وجہانبانی میں بھی امت کے قائد وامام تھے۔

اس حوالے سے مسلمانوں کے خلیفہ کی حیثیت عیسائیوں کے پوپ کی حیثیت سے بالکل جداگانہ ہے۔ مسلمانوں کا خلیفہ زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے اور زمین پر اُسے مکمل حکومت اور اختیار حاصل ہوگا۔ جب کہ مسیحیت کے پوپ کی محض ایک رسمی مذہبی حیثیت ہوتی ہے اور اس کا اقتدار محض آسمانی اور دینی اقتدار ہوتا ہے جس کے لئے دلوں کا اعتقاد اور پیشانیوں کا سجدہ کافی ہوتا ہے۔ ایک اور لائق توجہ بات یہ ہے کہ اسلامی ماخذ میں ''خلافت'' کے ساتھ ساتھ ''امامت'' کا لفظ بھی متداول اور مروج ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے حکمرانوں کے لئے خلیفہ امام، امیر، امیر المؤمنین، امیر المسلمین یا اولی الامر وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوسکتے ہیں۔ اس اعتبار سے خلیفہ اور امیر خلافت وامامت مترادف الفاظ ہیں۔

تاریخ خلافت:

خلافت کی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ وہ اس دنیا میں اللہ کے پہلے بندے، نبی اور خلیفہ تھے، جس کی طرف سورۃ البقرۃ آیت ۳۰ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ان کے بعد زمین کی وراثت و خلافت یکے بعد دیگر مختلف قوموں کے سپرد ہوتی رہی۔ خلافت ارضی کا بنیادی وظیفہ بھی قرآن نے بتا دیا تھا کہ دنیا میں صرف اللہ کی عبادت کی جائے۔ نیکیوں کو قائم کیا جائے اور برائیوں کا سد باب کیا جائے۔

ظہور اسلام کے بعد جب ارضی خلافت کے وارث مسلمان ہوئے تو اس سلسلے کے پہلے خلیفۃ اللہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان کے بعد ان کے نائب اور جانشین کے طور پر جو صحابہ کرامؓ یکے بعد دیگرے آئے وہ سب خلفاء کہلائے اور یہ سلسلہ صدیوں تک چلتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی جانشینی کا مسئلہ اٹھا، جسے مختصر بحث ومباحثہ کے بعد طے کرلیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت ربیع الاوّل ۱۱ ہجری مطابق جون ۶۳۲ء میں ہوئی۔ ابتدائی چار خلفاء کے دور کو ''خلافت راشدہ'' کا دور کہا جاتا ہے۔ دور خلافت راشدہ دراصل دورِ نبوت کا تسلسل تھا۔ جس میں حکومت و اقتدار کے نہ اُصول بدلے نہ معیارات۔ لہٰذا یہ دور ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' کہلاتا ہے۔ یہ صالح اور متقی خلفاء (حضرات ابوبکر، عمر، عثمان اور علیؓ) کا وہ عہد حکومت ہے جسے اُمت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی اجتماعی تائید وحمایت حاصل تھی۔ اگرچہ خلافت کا یہ سلسلہ اس کے بعد بھی صدیوں جاری رہا، تاہم خلافت راشدہ کے دور کو اس کی خصوصیات کی بنا پر ''خلافتِ خاصہ'' سے تعبیر کیا جاتا رہا اور بعد کے زمانۂ خلافت کو ''خلافت عامہ'' کہا گیا ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد، خلفائے بنوامیہ کا دور تقریباً ۹۲ سال رہا (۴۱ ہجری ۶۶۱ء تا ۱۳۲ ہجری ۷۵۰ء) اور اس دوران چودہ خلفاء نے حکومت کی۔ اس کے بعد عباسی خلفاء کا دور ہے، اس دور میں انہوں نے بغداد سے حکومت کی۔ پانچ سو سال سے زائد قائم رہنے والا یہ اقتدار بالآخر ہولاکو خان Hologu Khan کی فوجوں کے ساتھوں زیروزبر ہوگیا۔ ۳۷ ویں عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کو ہولاکو خان نے اپنے سامنے اتنے کوڑے لگوائے کہ ۴ صفر ۶۵۶ ہجری/۱۰ فروری ۱۲۵۸ء میں خلیفہ نے شہادت پائی اور سقوطِ بغداد کا عمل مکمل ہوگیا۔ فارسی کے مشہور شاعر سعدی شیرازی اس زمانے میں زندہ تھے، انہوں نے اس حادثہ خونچکاں سے متاثر ہوکر جو مرثیہ لکھا اس کا پہلا شعر یہ ہے:۔

آسماں را حق بود گرخوں ببارد بر زمیں
برزوال ملک مستعصم امیر المؤمنین

اس کے بعد دوسال تک خلافت موقوف رہی۔ دوسالہ تعطل کے بعد خلافت عباسیہ کا دوسرا دور قاہرہ (مصر) سے شروع ہوا۔ وہ اس طرح کہ ۳۶ ویں عباسی خلیفہ مستنصر باللہ کا بھائی ابوالقاسم احمد بن الظاہر بامر اللہ کسی نہ کسی طرح ہولاکو کے قتل عام سے بچ کر مصر پہنچ گیا۔ وہاں ان دنوں چوتھا مملوک حکمراں ملک بیبرس تھا۔ خلافت کو چونکہ مسلمانوں کے نزدیک تقدس اور برتری کا اہم ترین مقام حاصل تھا لہٰذا ملک ظاہر بیبر نے اسے غنیمت سمجھا کہ اس کے ہاتھوں خلافت کا احیاء ہو جائے۔ چنانچہ اس نے ابوالقاسم احمد کو خلیفہ بنا کر ۶۵۹ ہجری میں اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ نئے خلیفہ نے مستنصر باللہ (ثانی) کا لقب اختیار کیا۔ یوں مصر میں عباسی خلافت کا دوسرا دور شروع ہوا۔ اس دور میں سترہ خلفاء گزرے۔ بحیثیت مجموعی ان خلفاء کی حیثیت مملوک سلاطین کے مقابلے میں کمزور تھی، تاہم اس منصب کا ایک وقار تھا جو کسی نہ کسی حد تک قائم رہا۔

جب سلطنت عثمانیہ کے نویں حکمران سلطان سلیم اوّل کے ہاتھوں مما لک مصر کا اقتدار ختم ہوگیا تو مصر میں کچھ عرصہ قیام کے بعد یہاں سے واپس جاتے ہوئے سلیم اوّل نے آخری خلیفہ المتوکل علی اللہ ثالث کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا اور قسطنطنیہ میں اس کی رہائش اور قیام وطعام کا معقول بندوبست کر دیا۔ تاہم المتوکل نے اس بے اختیار خلافت سے دست برداری کا اعلان کر دیا اور خود سلیم اوّل کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ یوں خلافت عباسیوں سے عثمانیوں میں منتقل ہوگئی۔ یہ ۹۲۳ھ/ ۱۵۱۸ء کا واقعہ ہے۔ چونکہ اس وقت ترکوں کا ستارہ اوجِ کمال پر تھا لہٰذا خلافت ایک مضبوط ادارہ کی شکل اختیار کرگئی۔ سوائے ایران کی صفوی حکومت کے ہر حکومت کے فرمانروا خلیفہ وقت سے فرماں روائی کی سند حاصل کرنے کو اپنی کامیابی سمجھتے تھے۔ جن مما لک میں مسلمان اقلیت میں تھے وہ بھی ادارۂ خلافت سے قوت اور طاقت حاصل کرتے تھے اور خلیفہ ان کا بھی مربی سمجھا جاتا تھا۔ شمسی اعتبار سے چارسو چھ سال تک اور قمری حساب سے چارسو انیس سال تک یہ خلافت عثمانیوں کے پاس رہی، جس میں ۱۹ خلفاء کچھ طاقتور کچھ کمزور گزرے تا آنکہ ۱۳۴۲/ ۱۹۲۴ء کو مصطفیٰ کمال پاشا نے خلافت کے خاتمے کا اعلان کیا۔

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

خلافت کے ادارے کے خاتمے کے پیچھے استعماری اور صیہونی عزائم کارفرما تھے۔ تاریخ کے صفحات سے دو الفاظ کھرچ کر نکالے نہیں جاسکتے جو خاتمۂ خلافت کے بعد لارڈ کرزن کے منہ سے ادا ہوئے۔ اُس نے House of Common میں اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا تھا ''اس مسئلہ میں اہم نکتہ یہ ہے کہ ترکی تباہ کیا جاچکا ہے اور اب کبھی اُبھر نہیں سکتا۔ کیونکہ ہم نے اس کی روحانی طاقت یعنی خلافت اور اسلام کو تباہ کر دیا ہے''۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران اتحادیوں (برطانیہ اور فرانس) نے جب یہ سمجھ لیا کہ محوری طاقتوں (جرمنی، اٹلی اور خلافت عثمانیہ) کو بآسانی شکست نہیں دی جاسکے گی تو انہوں نے حسب سابق گھناؤنی سازشیں شروع کیں۔ عربوں کو عثمانیوں کے خلاف کھڑا کیا گیا۔ عرب قومیت کا تصور اور حجاز کی حکومت کا لالچ دے کر شریف مکہ، حسین بن علی کو استعمال کیا۔ جس کے نتیجہ میں عربوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کردی اور عثمانی جنگ ہارنے لگے۔ برطانیہ کے ساتھ ساز باز کے نتیجے میں شریف حسین نے حجاز کی حکومت حاصل کرلی تھی، اور اس کے بیٹے فیصل کو عراق کا حکمراں بنا دیا گیا تھا۔ پہلے شریف مکہ نے سلطان عرب ہونے کا اعلان کیا، پھر جب ترکی سے خلافت کا خاتمہ کر دیا گیا تو اُس نے ۷ مارچ ۱۹۲۴ کو ''خلیفۃ المسلمین'' کا بھی لقب اختیار کرلیا۔ اس کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ تھی کہ اس کا مقامات مقدسہ (مکہ اور مدینہ) پر کنٹرول ہے اور یہ کہ وہ ہاشمی النسب ہے۔ لیکن چونکہ جنگ عظیم اوّل کے دوران ۱۹۱۶ء میں اس نے ترکوں کے خلاف بغاوت کرکے عالم اسلام کی ناراضگی مول لی تھی لہٰذا اس کی یہ خلافت اُمت مسلمہ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ اقبال کہتے ہیں:۔

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دین مصطفیٰ
خاک وخوں میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش

شریف مکہ کا انجام اچھا نہیں، جلد اسے اپنے دیرینہ حریف عبدالعزیز بن سعود کے ہاتھوں شکست کھا کر حجاز سے فرار ہونا پڑا۔ بعد ازاں وہ ۱۳۵۰ء

۱۹۳۱ء میں قبرص میں نظر بندی کے دوران وفات پا گیا۔

ردِ عمل: خلافت کے خاتمے پر عالم اسلام میں غیر معمولی دکھ کا اظہار کیا گیا۔ ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے خصوصاً شدید ردعمل سامنے آیا ’’خلافت کی جو شرعی حیثیت تھی اس کی وجہ سے ہر مسلمان اپنی جگہ مضطرب تھا۔ یہ شارع کا فیصلہ ہے کہ ہر زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ اور امیر ہو جو مسلمانوں کی اوران کی آبادیوں کی حفاظت کرے۔ شریعت کا اجراء اور نفاذ کرے اور دشمنوں کے مقابلے کیلئے پوری طرح تیار رہے۔ یہ بھی شارع کا فیصلہ ہے کہ خلیفہ کی اطاعت و اعانت کی جائے جب تک وہ (یعنی خلیفہ/امیر) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف حکم نہ دے۔ اور اس سے کفر بواح (صریح کفر) ظاہر نہ ہو۔ جو مسلمان خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہو اور وہ گویا اسلامی جماعت سے باہر ہو گیا۔ جس مسلمان نے خلیفہ کے مقابلے میں لڑائی کی یا لڑنے والوں کی مدد کی اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں تلوار کھینچی، خواہ وہ نمازی روزہ دار خود کو مسلمان سمجھنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ خلیفہ اور خلافت کے حوالے سے جب معاملہ کی نوعیت یہ ہو تو خلافت جیسے اہم ترین ادارے کے خاتمے پر اُمت مسلمہ کا ردعمل بھی سمجھ میں آسکتا ہے۔ چنانچہ ہندوستانی مسلمانوں کا اضطراب 1919 سے ہی سامنے آنے لگا۔ یوں تو مولانا محمد علی جوہر جنگ عظیم اوّل میں ترکوں کی شمولیت ہی کے سخت خلاف تھے اور انہوں نے عثمانی خلافت کو اس سے باز رہنے کیلئے تار بھی بھجوایا تھا۔ اور جنگ عظیم کے خاتمہ پر خلافت کے ادارہ کے تحفظ کے لئے انہی کی سرکردگی میں تحریک خلافت چلائی گئی۔ خلافت وفد نے جو مولانا محمد علی کی سربراہی میں لندن ازاں بعد فرانس اور اٹلی گیا بڑی وضاحت سے اپنے مطالبات پیش کئے۔

❁❁❁ یہ کہ خلافت کو بحال رکھا جائے۔

❁❁❁ یہ کہ خلیفہ کی نگرانی میں مقامات مقدسہ کی حفاظت کی جائے۔ وفد کی ناکامی کے باوجود تحریک خلافت کو ہندوستان کے طول و عرض میں کامیاب بنانے کیلئے مسلمان زعماء نے انتھک محنت کی، قربانیاں دی گئیں، ترک موالات کی حوصلہ افزائی کی گئی، یہاں تک کہ تحریک خلافت اور گاندھی جی کی تحریک عدم تعاون نے برطانوی اقتدار کی چولیں ہلا دیں۔ لیکن جب خود مصطفیٰ کمال نے خلافت کے ادارہ کا خاتمہ کر دیا تو تحریک خلافت کو بھی دھچکا پہنچا۔

احیاء خلافت کیلئے کوششیں

ا۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ہندوستانی مسلمانوں کی تحریک خلافت کے علاوہ چند کوششیں اور کی گئیں، ان میں ۱۹۲۶ء میں قاہرہ میں منعقد ہونے والی خلافت کانفرنس سے احیاء خلافت پر غور و خوض شروع ہوا۔ اس کانفرنس کے شرکاء نے ان اُمور پر غور کیا۔

(۱)۔ خلافت کی تشریح اور خلیفہ ضروری ہے؟

(۲) کیا اسلام میں خلافت ضروری ہے؟

(۳) خلافت کے انعقاد کا طریقہ کار

(۴) کیا اس وقت ایسی خلافت قائم کی جاسکتی ہے جو شریعت کے تمام تقاضے پورے کرے۔

(۵) اگر نہیں تو کیا اقدام کرنا چاہئے۔

(٦) اگر کانگریس خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ کرے تو اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟ یہ مسلمانوں کی نمائندہ کانفرنس ثابت نہ ہوسکی، کیونکہ اس میں بہت سے مسلمان ممالک نے شرکت نہیں کی۔ کانفرنس بالآخر اس بات پر پہنچی کہ خلافت کا قائم کرنا دینی فریضہ ضرور ہے لیکن آج مسلمان جن حالات سے دوچار ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے سردست خلافت کا احیاء بعید از قیاس ہے۔

اُمت مسلمہ کیلئے یہ انتہائی مایوس کن صورت حال ہوسکتی تھی، چنانچہ ایک نئی قرارداد سامنے لائی گئی جس میں اس بات کی تائید کی گئی کہ خلافت کا احیاء ممکن العمل ہے، لہٰذا ایک اور کانگریس کا اہتمام کیا جائے جس میں تمام مسلمانوں کو مناسب طور پر نمائندگی دی جائے اور کانگریس نئے خلیفہ کا انتخاب بھی کرے۔ تاہم ایسی کسی کانگریس کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

(۲) اس حوالے سے ایک اور کوشش سعودی حکمران کی طرف سے سامنے آئی۔

مئی ۱۹۲٦ء میں قاہرہ میں منعقد ہونے والی خلافت کانفرنس کے خطرے کے پیش نظر جولائی ۱۹۲٦ء میں سعودیوں نے مکہ میں ورلڈ مسلم کانگریس کا انعقاد کرایا۔ جس میں انہوں نے خلافت کے متبادل کے طور پر قومی ریاستوں کا نظریہ پیش کیا۔ حج کے موقع پر مکہ میں منعقد اس کانفرنس کو مؤتمر عالم اسلامی کا نام دیا گیا۔ تاہم اس میں حرمین کے حوالے سے تو کئی باتیں زیر غور آئیں لیکن خلافت کا تذکرہ تک نہیں کیا گیا۔ بہت سے مسلم زعماء نے اس پر تنقید بھی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پھر 23 برس تک کانگریس کا کوئی اور اجلاس نہیں بلایا گیا۔

مؤتمر عالم اسلامی کا دوسرا اجلاس فروری ۱۹۴۹ء میں پاکستان کے اس وقت کے دارالحکومت کراچی میں منعقد ہوا۔ پاکستان کے پہلے اور آخری شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمان علیہ الرحمۃ کو اس کانفرنس کا صدر مقرر کیا گیا۔ تاہم کانگریس کا یہ اجلاس خلافت کے حوالے سے کوئی مؤقف سامنے نہ لا سکا اور جس طرح پہلی کانفرنس سعودی عرب کی ’’قومی ریاست‘‘ کے تصور کے اردگرد گھومتی رہی اسی طرح یہ دوسرا اجلاس بھی ’’جدید مسلم قومی ریاستوں‘‘ کی طرف ایک پیش رفت ثابت ہوا۔ فروری ۱۹۵۱ء میں ورلڈ مسلم کانگریس کا ایک اور اجلاس پاکستان میں منعقد ہوا۔ اور مسلم ممالک کے درمیان ایک مشترکہ دفاع کے معاہدے کا اعلان کیا گیا۔ گویا وہ سفر جو ’’احیائے خلافت‘‘ کے حوالے سے شروع ہوا تھا ’’مسلم قومی ریاستوں کے اتحاد‘‘ کی طرف مڑ گیا اور قیام خلافت یا احیائے خلافت کے تصور کو ناممکن العمل قرار دے دیا گیا۔ بالفاظ دیگر ’’احیائے خلافت‘‘ کی کوشش ’’اتحاد اسلامی‘‘ کی کوششوں میں تبدیل ہوگئی، اس بات کا ادراک کئے بغیر کہ ’’اتحاد اسلامی‘‘ کی کوئی بھی کوشش ’’قیام خلافت‘‘ کے بغیر ممکن نہیں ہوسکے گی۔

آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس O.I.C جس کا قیام مراکش کے شہر رباط میں ستمبر ۱۹۵۹ء میں عمل میں آیا ’’اتحاد اسلامی‘‘ کے عمل کو تیز تر کرنے کی ایک لاحاصل کوشش تھی ’’او آئی سی‘‘ کی کارکردگی مسلمان ملکوں کے حوالے سے کیا ہے، اس پر دو رائے نہیں ہوسکتیں۔

خاتمہ خلافت کے اثرات

خلافت کے خاتمے پر عالم اسلام میں غیر معمولی دُکھ کا اظہار کیا گیا۔ مسلمانانِ عالم تو یہی چاہتے ہیں کہ خلافت کا ادارہ دوبارہ قائم ہو جائے لیکن اسلامی ممالک کے سیاسی زعما اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے اس میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ خلافت کے خاتمے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ عالم اسلام لامرکزیت کا شکار ہو گیا۔ آج ۵۷ اسلامی ممالک ہیں دنیا کا ہر چوتھا شخص مسلمان ہے، مگر ان کی کوئی متحدہ طاقت نہیں ہے۔ ہر اسلامی ملک اپنی اپنی اکائی میں اپنے اپنے مسائل سے نبرد آزما ہے، بلکہ بعض حالات میں اپنے سیاسی و معاشی مفادات کی وجہ سے دوسرے مسلم ممالک سے دست و گریباں ہے۔ اسی لامرکزیت کی وجہ سے آج اقوام عالم میں عددی برتری کے باوجود مسلمانوں کی نہ کوئی آواز ہے نہ کوئی دباؤ۔ لہٰذا مسلمان کبھی بوسنیا اور مقدونیہ میں مارا جاتا ہے تو کبھی شیشان اور افغانستان میں اس کا قتل عام ہوتا ہے اور سارا عالم اسلام ’’ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم‘‘ کی تصویر بن جاتا ہے۔ اقوام متحدہ میں مسلمانوں کے ۵۷ ووٹ ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو کوئی نہیں پوچھتا کہ آخر وہ کس کھیت کی مولی ہیں؟ عددی برتری کے باوجود عالمی برادری پر عالمِ اسلام کا کوئی دباؤ نہیں ہے۔ ادارۂ خلافت کے خاتمے کا دوسرا بڑا نقصان یہ ہوا کہ اسلام کے نظریہ ملت کو ناقابل تلافی زک پہنچی اور اس کے مقابلے میں مغرب کے نظریہ قومیت کو پذیرائی ملی۔ اس لئے نہیں کہ یہ نظریہ درست تھا بلکہ اس لئے کہ اسلام کے نظریۂ ملت کا دفاع کرنے والے کمزور ہوگئے تھے۔ یورپ میں نیشنل ازم کا نظریہ انیسویں صدی تک پورے طور پر پھیل چکا تھا۔ مسلمان نوجوان جو حصول علم کیلئے یورپ کے ممالک جاتے تھے، ان نظریات سے متاثر ہو رہے تھے۔ ۱۹۱٦ء کی عرب بغاوت اسی کا نتیجہ تھی۔ خلافت کے خاتمے کے بعد تو سارے ہی مسلمان ملکوں کا رجحان پہلے سے زیادہ شدت سے قومیت کی طرف بڑھنے لگا اور مسلمانوں کی عالمی سیاسی وحدت کا تصور دھندلاتا چلا گیا۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ ہر مسلم ملک چاہے اس کی آبادی چند لاکھ ہی کیوں نہ ہو، ایک مستقل قومیت کا حامل اور ایک مستقل حکومت کا علمبردار بنا ہوا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ اہل اسلام جنہیں ایک نظام خلافت کے جھنڈے تلے اکٹھے رہنا چاہیئے تھا بے شمار ٹکڑوں میں بٹ کر رہ گئے اور قریب قریب ہر ٹکڑا بے وزن ہو رہا۔ ان چھوٹے بڑے، کٹے پھٹے بے وزن ٹکڑوں کو دیکھ کر بادیٔ النظر میں یہ اندازہ لگانا دشوار ہے کہ جب یہ ایک ادارۂ خلافت کے تحت متحدہ تھے تو ایک زبردست عالمی طاقت تھے۔ اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ عالم اسلام اب بھی اپنی خستہ حالی پر نظر ڈالنے کو تیار نہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آج مسلمان اتنا بھی سمجھنے کے لئے تیار نہیں کہ بے وزنی اور جرم ضعیفی کی سزا ذلت اور سرافگنی کے سوا اور کچھ نہیں ہوا کرتی۔

پس چہ باید کرد

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا کیا جائے؟

اوّلاً: کرنے کا سب سے بنیادی کام یہ ہے کہ مسلمانوں میں اس شعور کو اُجاگر کیا جائے کہ نظام خلافت کا احیاء بہت ضروری ہے کیونکہ یہ شارع کا حکم ہے خلافت کی کرسی تین دن سے زیادہ خالی نہیں رکھی گئی۔ جہاں دو مسلمان ہوتے ہیں وہاں بھی شارع کا حکم ہے کہ ایک امیر بنایا جائے تو جہاں ڈیڑھ ملین مسلمان ہیں وہ کسی امیر سے بے نیاز کیسے ہوسکتے ہیں؟

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدر آباد۔ آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281, 04027172202
09849128919, 08019590070

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّین

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹنگ لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ امام عادل کے بغیر مسلمانوں کی کوئی ملی اور اجتماعی زندگی نہیں ہوسکتی۔ یہ ایک امر خراب ہونے سے مسلمانوں کے تمام معاملات تہس نہس ہوجائیں گے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمادی تھی ''اسلام کی گرہیں ایک کے بعد ایک کھلیں گی۔ جب ایک گرہ کھلے گی تو لوگ اگلی گرہ کو پکڑ لیں گے۔ سب سے پہلی گرہ جو کھلے گی وہ اسلام کی حکمرانی کی گرہ ہوگی اور آخر گرہ جو کھلے گی وہ نماز کی ہوگی''۔

ثانیا: عہد حاضر کی فکری پراگندگی دُور کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ مغرب سے آنے والا ہر فکر مسلمانوں کیلئے قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ مغربی افکار کے پیچھے ان کا اپنا قومی ماضی اور ان کے اپنے تجربات ہوتے ہیں جو ضروری نہیں کہ مسلمانوں کے ماضی اور ان کے تجربات جیسے ہی ہوں۔ مسلمانوں کو مذہب کا وہ تلخ تجربہ نہیں ہے جو مغرب کو چرچ سے پہنچا تھا۔

لہٰذا مغرب اگر لادینیت کی طرف مڑ گیا تو حیرت انگیز بات نہیں لیکن مسلمان اپنا انسانیت نواز اور حیات آفرین دین چھوڑ کر لادینیت کی طرف کیوں نکلے گا؟ اسی طرح دوسرے مغربی افکار ہیں۔ یہ نظریات اسلام کی بنیادی تعلیمات کے یکسر خلاف ہیں۔

ثالثاً: اسلامی نظام حکومت (خلافت) کے قیام کیلئے دامے درمے قدمے سخنے کوشش کی جائے۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہے نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کوشش کی وجہ سے کم از کم ''جاہلیت کی موت'' سے بچ سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو کوئی ایسی حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں (خلیفہ کی) بیعت (کا طوق) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا''

المختصر اسلامی نظام سیاست وحکومت (خلافت) ایک منفرد اور مکمل نظام ہے جو اشتراکیت اور جمہوریت دونوں کی ضد ہے۔ اسلام میں جمہوریت یا اشتراکیت کا پیوند لگانا اسلامی نظام حکومت کو ناقص قرار دینے کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کو جلد یا بدیر اپنے ہی نظام سیاست وحکمرانی (یعنی خلافت) کے قیام کیلئے کوششیں کرنی ہوں گی تا کہ دیگر تمام نظام ہائے حیات مثلاً معاشرت معیشت، عدل واحتساب، دفاع وخارجہ امور اور تعلیمی معاملات میں انقلاب آفرین مثبت تبدیلیاں لائی جاسکیں۔ خلافت کا قیام فرض ہے (الخلافۃ ام الفرائض) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب ''سیاست شریعہ'' میں کہتے ہیں ''یہ جاننا فرض ہے کہ لوگوں پر حکمرانی کرنے کا ادارہ دین کے سب سے بڑے فرائض میں سے ہے۔ یہاں تک کہ دین اس کے بغیر قائم ہی نہیں ہوسکتا''۔

تمام ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ امامت فرض ہے اور مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ ایک امام کا انعقاد کریں۔ جو احکام دین نافذ کرے اور مظلوموں کو ان کا حق دلائے صحیح مسلم کی حدیث ہے ''خلیفہ ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعہ تحفظ حاصل ہوتا ہے''۔

آج یہ ڈھال ٹوٹ چکی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر دشمنوں کی چوطرفہ یلغار ہے اور مسلمان جتنا بے بس آج ہے کبھی نہیں تھا۔ لیکن اُمید کی کرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تفصیلی حدیث ہے جو مسند امام احمد میں موجود ہے اور جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ ''یعنی پھر بالآخر نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی!

(سہ روزہ اخبار دعوت دہلی مورخہ 19 جولائی 2011 صفحہ 4)

الوداعی تقریب

مکرم محمد اظہار الحق صاحب آف پنکال اُڑیسہ نے چیف انجینئر کے سرکاری عہدہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد قادیان میں تعمیراتی کاموں کی نگرانی کے لئے 2003ء میں وقف کی پیشکش کی تھی جس کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا تھا۔ آپ 2004ء میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے قادیان آگئے۔ حضور اقدس نے موصوف کو پہلے ایڈیشنل ناظر تعمیرات اور پھر ناظر تعمیرات کے عہدہ پر مقرر فرمایا۔ موصوف نے اُس وقت سے لے کر آج تک 8 سال کے عرصہ میں قادیان میں جدید تعمیرات کے سلسلہ میں خدمات کی توفیق پائی۔ اسی طرح بعض قدیم عمارات کی مرمتوں کا کام بھی کروایا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ

اب اپنی صحت کی کمزوری اور اہلیہ کی علالت کے پیش نظر حضور اقدس کی خدمت میں وطن واپس جانے کی اجازت طلب کرنے پر حضور انور نے ''شکریہ کے ساتھ فراغت'' کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ موصوف مورخہ 25 اپریل 2012 کو وطن واپس تشریف لے گئے ہیں۔

اس موقع پر سرائے وسیم میں مورخہ 25 اپریل 2012 کو ناظر صاحبان و نائب ناظران وافسران صیغہ جات کی موجودگی میں موصوف کے شکریہ کے لئے الوداعی تقریب منعقد کی گئی اور موصوف کی خدمات کے تذکرہ کے ساتھ دُعا کی درخواست کی گئی۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے اور عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے اور سلسلہ کو خدمت کرنے والے ہمیشہ میسّر آتے رہیں۔ اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت مکرم سلطان احمد صاحب انجینئر کو جو عرصہ 20 سال سے نظارت تعمیرات میں خدمت بجالا رہے تھے قائمقام ناظر تعمیرات مقرر فرمایا ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

قادیان میں روح پرور جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

مجلس انصار اللہ قادیان اور خدام الاحمدیہ حلقہ ناصر آباد کے زیر اہتمام ماہ اپریل میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ مسجد ناصر آباد میں زیر صدارت مکرم مولانا جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال منعقد کیا گیا۔ مکرم مولوی محمد نور الدین صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کلام پاک کی بعد ازاں مکرم محترم کے اے محمد نذیر عطار صاحب نے ترنم کے ساتھ نظم پڑھی محترم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین نے ''آنحضرت ﷺ بحیثیت محسن انسانیت'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کئی ایمان افروز واقعات سنائے۔ آخر میں صدارتی خطاب میں مولانا جلال الدین نیر صاحب نے ''آنحضرت ﷺ کا تعلق باللہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ قادیان)

سملیہ میں مخالفت۔ انتظامیہ کا تعاون

صوبہ جھارکھنڈ کے موضع سملیہ میں نام نہاد تحفظ ختم نبوت کی طرف سے 25 مارچ 2012 کو ایک جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ جس میں مخالفین کی طرف سے یہ طے پایا کہ اس مرتبہ یہاں سے احمدیوں کو ختم کر کے ان کی مسجد و مشن پر قبضہ کر لیا جائے۔ جلسہ سے قبل ہی مخالفین احمدیت نے احمدیوں کو پیغام بھیجنے شروع کر دئے کہ یا تو جماعت چھوڑ دو یا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس کی اطلاع ملنے پر حسب ہدایت مکرم مولوی ظہیر احمد خادم صاحب ناظر دعوۃ الی اللہ بھارت خاکسار نے جلسہ سے دو روز قبل رانچی پہنچ کر 23 مارچ 2012 کو سینئر IPS مکرم غوری شنکر رتھ صاحب DGP مکرم اشوک کمار سنہا صاحب Additional DGP (IPS)law&order صوبہ جھارکھنڈ مکرم ایم ایس بھاٹیہ صاحب IPS انسپکٹر جنرل آف پولیس رانچی زون محترمہ سمپت مینا صاحبہ IPS ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس رانچی رینج مکرم ساکیت کمار صاحب IPS سینئر سُپر یٹینڈنٹ آف پولیس SSP ضلع رانچی ومکرم اسیم وکرانت منز IPS سپرینٹنڈنٹ آف پولیس SP دیہات رانچی سے ملاقات کر کے مذکورہ بالا تمام ترپولیس افسران کو 25 مارچ 2012 کو ہونے والے جلسہ کے متعلق واقف کرایا اور ان کی خدمت میں مخالفین کی طرف سے شائع شدہ جذباتی فتووں کی کاپیاں پیش کی گئیں۔ جن میں لکھا تھا کہ قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں سے جہاد کا اعوان وغیرہ۔ ان فتوؤں کو دیکھ کر اعلیٰ حکام نے پورے ضلع میں ریڈ الرٹ جاری کرتے ہوئے دفع 144 نافذ کر دی۔ جس کی بناء پر پوری پولیس انتظامیہ حرکت میں آگئی اور مخالفین کو تھانہ راتو بلا کر تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ بلا اجازت جلسہ نہیں کر سکتے اور اگر آپ کو جلسہ کی اجازت ملتی ہے تو آپ لوگ کسی بھی مذہب یا فرقہ کے خلاف نہیں بولیں گے۔ اگر آپ لوگوں نے اس ہدایت کی تعمیل نہیں کی تو آپ لوگوں کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔ پولیس انتظامیہ کی طرف سے یہ ہدایت ملنے کے بعد مخالفین نے SDM سے اجازت لے کر 25/3/2012 کو ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں محمود مدنی صدر جمیعۃ علماء ہند نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء کرام کے متعلق غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے بڑے ہی جوش خروش کے ساتھ حاضرین سے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ تم لوگ قادیانیوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا رہے ہو۔ خاکسار نے اسی وقت بذریعہ فون ایڈیشنل DGP law&order جھارکھنڈ مکرم ستیندر کمار صاحب IAS ڈویژنل کمشنر ومحترمہ سمپت مینہ جی IPS ڈی آئی جی پولیس رانچی رینج کو مدنی صاحب کی بھڑکاؤ تقریر کے متعلق اطلاع دی۔ اطلاع ملتے ہی تمام تر حکام نے فوری طور پر ماتحت پولیس افسران کو بھیج کر ان کی تقریر کو رکوا دیا اور پورے علاقہ کو چھاونی میں تبدیل کر کے علاقہ کی ناکہ بندی کر دی گئی۔ احمدیہ مسلم مسجد پر بھی پولیس فورس تعینات کر دی گئی۔

اگلے روز پولیس نے گاؤں سملیہ کے بارہ مخالفین احمدیت پر مذہبی تشدد برپا کرنے کا معاملہ درج کر کے مقدمہ قائم کر دیا۔ پولیس کی طرف سے بروقت کی گئی اس کاروائی وتعاون سے مخالفین کے حوصلے پست ہوگئے۔ الحمدللہ۔ اس موقع پر مذکورہ تمام افسران بالا کا شکریہ ادا کیا گیا۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ مخالفین احمدیت کو ان کے منصوبوں میں ناکام ونامراد کرے تمام تر احمدیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

(عقیل احمد سہارنپوری۔ نمائندہ نظارت دعوۃ الی اللہ بھارت)

اعلان نکاح

میری پوتی عزیزہ امۃ النور وقف نو بنت مکرم عبدالرحمن خالد صاحب کارکن دفتر محاسب قادیان کا نکاح مکرم فرحان احمد صاحب ابن مکرم محبوب امروہی صاحب قادیان کے ساتھ مورخہ 16 مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نے مبلغ 5000 یوروحق مہر پر پڑھا۔

رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(مبارکہ بیگم اہلیہ مکرم حافظ عبدالعزیز صاحب درویش مرحوم قادیان)

ملکی اعلانات

داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے 1906ء میں ''شاخ دینیات'' کا اجراء فرمایا تھا جو بعد میں جامعہ احمدیہ کہلایا۔ اس مدرسہ کے اجراء کا مقصد علمائے دین و مبلغین تیار کرنا تھا۔ گذشتہ ایک سو چھ سالوں سے اس جامعہ سے سینکڑوں علماء و مبلغین کرام فارغ التحصیل ہوکر اندرون و بیرون ہند فریضہ تبلیغ ادا کر چکے ہیں اور الحمدللہ اب بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے ہر سال جامعہ احمدیہ میں طلبہ کو داخل کیا جاتا ہے۔ لہذا داخلہ کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر چٹھی لکھ کر جامعہ سے داخلہ فارم اور داخلہ امتحان کا Pattern اور Model Paper منگوالیں اور اپنے علاقہ کے مبلغ یا معلم صاحب سے نصاب کے مطابق اچھی تیاری کرلیں۔ کیونکہ میرٹ لسٹ کے مطابق صرف 25 طلبہ کو ہی داخلہ دیا جائے گا۔ باقی طلباء جو 25 پچیس کے زمرے میں نہیں آئیں گے یا نور ہسپتال قادیان کے میڈیکل ٹیسٹ میں ان فٹ (unfit) ہو جائیں گے انہیں اپنے اخراجات پر واپس جانا ہوگا۔ شرائط داخلہ یہ ہیں:۔

1۔ امیدوار کا کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

2۔ داخلہ فارم کو ہر طرح سے تکمیل کر کے 15 جولائی 2012ء تک پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کو بذریعہ رجسٹری ڈاک پہنچ جانا چاہئے۔ دفتر جامعہ احمدیہ داخلہ فارم کا ہر طرح سے جائزہ لینے کے بعد امیدوار طالب علم کو قادیان آنے کی تحریری یا بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیگا۔ اطلاع ملنے کی صورت میں 29 جولائی 2012ء تک قادیان پہنچ جائیں۔

3۔ میٹرک پاس کے لئے عمر کی حد 17 سال اور +2 پاس طالب علم کے لئے 19 سال ہے۔ عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

4۔ داخلہ کے لئے امیدوار طلبہ کا 30 جولائی 2012ء کو صبح 9:00 بجے جامعہ احمدیہ قادیان میں تحریری امتحان ہوگا۔ جس میں قرآن مجید، حدیث، اسلام و احمدیت، دینی معلومات، عربی، اردو اور حساب، انگریزی اور جنرل نالج وغیرہ کے مختصر سوالات دیئے جائیں گے۔ تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا انٹرویو ہوگا جسمیں قرآن کریم ناظرہ، اردو کی کوئی کتاب اور انگریزی اخبار پڑھوا کر سنا جائے گا، نیز دینی معلومات اور معلومات عامہ اور طالب علم کا رجحان معلوم کرنے کے لئے سوالات کئے جائیں گے۔

5۔ انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا نور ہسپتال قادیان میں میڈیکل چیک اپ ہوگا۔ جن امیدواروں کی میڈیکل رپورٹ تسلی بخش ہوگی انہیں جامعہ میں مشروط داخلہ دیا جائیگا۔ اگر اسکے بعد کبھی بھی طالب علم نے جامعہ کی تعلیم میں عدم دلچسپی یا کمزوری یا قواعد جامعہ و بورڈنگ کی خلاف ورزی کا مظاہرہ کیا تو اُسے جامعہ سے فارغ کردیا جائیگا۔

6۔ امراء، صدر صاحبان، مبلغین و معلمین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ اچھے اور قابل علماء و مبلغین بنانے کے لئے ذہین و قابل اور دینی خدمات کا جذبہ رکھنے والے اور نیکی کی طرف راغب طلبہ کا انتخاب کر کے انہیں داخلہ کے نصاب کی اچھی طرح تیاری کروا کر مقررہ تاریخ پر قادیان بھجوادیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

مزید کسی امر کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل ٹیلی فون یا موبائل نمبر پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

رابطہ نمبر: 09876376447 01872-221647

01872-220583

نوٹ: داخلہ فارم میں امیدوار طالب علم اپنا ٹیلی فون یا موبائل نمبر ضرور تحریر کرے۔ نیز اپنی جماعت کے صدر صاحب کا ٹیلی فون اور موبائل نمبر بھی ضرور لکھیں۔ (پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا Live خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق 5.30 بجے شام شروع ہوتا ہے۔ تمام زونل امراء، مبلغین و معلمین کرام حضور انور کے Live خطبہ جمعہ کو احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو سنانے کا باقاعدگی سے اہتمام کریں۔ (نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھراپردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

داخلہ جامعۃ المبشرین قادیان برائے سال 13-2012ء

جامعۃ المبشرین قادیان میں داخلہ کے خواہشمند اُمیدواران کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ 27 جولائی 2012ء سے جامعۃ المبشرین قادیان کا نیا تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں مطلوبہ داخلہ فارم پر پرنسپل جامعۃ المبشرین کے نام ارسال کریں۔ داخلہ فارم صوبائی امراء و مبلغین کرام کو بھجوائے جارہے ہیں۔

شرائط داخلہ

(1)۔ درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

(2)۔ اُمیدوار کم از کم میٹرک پاس ہو۔

(3) اُمیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر 22 سال سے زائد نہ ہو۔

(4)۔ اُمیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔

(5)۔ اُمیدوار کم از کم ایک سال پہلے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوا ہو۔

(6) جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔ (معذور نہ ہو۔)

(7)۔ اُمیدوار کی درخواست اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع چار (4) عدد فوٹو (Stamp size) 30 جون 2012ء تک پرنسپل صاحب جامعۃ المبشرین محلہ احمدیہ، قادیان 143516، گورداسپور، پنجاب کے نام پہنچ جانی چاہئیں۔

(8)۔ اُمیدوار کو انٹرویو کے لئے کوائف کا جائزہ لینے کے بعد قادیان بلایا جائے گا۔ یہ سفر اُمیدوار کو اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔ شرائط کے مطابق داخلہ نہ ملنے پر واپس جانے کے سفر کے اخراجات اُمیدوار کو ہی برداشت کرنے ہونگے۔ (9)۔ اُمیدوار موسم کے مطابق اپنے کپڑے (گرم و سرد) وغیرہ ضرور ساتھ لائیں۔

(10)۔ یہ کورس چار سال کا ہوگا اور بعد تکمیل کورس معلمین کا تقرر مستقل گریڈ میں ہوگا۔

نصاب: تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔ میڈیم اردو ہوگا۔ ٹیسٹ کا پیٹرن Short answer type/objective ہوگا۔

سلیبس تحریری:- کتاب دینی معلومات (بطرز سوال جواب)، نصاب وقف نو (17 سال تک کی عمر کے لئے)، معلومات عامہ۔

سلیبس زبانی:- ناظرہ قرآن کریم، حفظ سورتیں آخری 10، اُردو انگریزی ریڈنگ، جماعتی معلومات

نوٹ:- مزید معلومات کے لئے اُمراء کرام، دفتر سے بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

خط و کتابت کے لئے پتہ

OFFICE PRINCIPAL JAMIA TUL MUBASHIREEN
GUEST HOUSE , SIVIL LINE QADIAN , 143516
Disst :- GURDASPUR (PUNJAB) INDIA
Ph:-01872-222474 Mob:- 09417950166

خوشخبری

احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب ایم ٹی اے کے پروگرام KU Band کی چھوٹی ڈش پر بھی جو کہ دو فٹ کی ہوتی ہے، شروع ہوگئے ہیں۔ یہ ڈش بہت سستی مل جاتی ہے۔ صرف ایک ہزار سے لے کر پندرہ صد روپے اس کا خرچ ہے۔ لہٰذا احباب سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ اپنے گھروں میں یہ ڈش لگانے کا انتظام کریں۔ چھوٹی سی ڈش ہے جو کسی بھی جگہ لگ سکتی ہے۔ تمام زونل امراء کرام، صدران جماعت مبلغین و معلمین کرام، اس بات کی نگرانی فرمائیں کہ جماعتی طور پر مشنوں یا سینٹرز میں ایم ٹی اے کی ڈش لگانے کے ساتھ ساتھ احباب جماعت کو انفرادی طور پر بھی اس کے لگانے کی تحریک فرمائیں۔ اسی طرح دلچسپی رکھنے والے زیر تبلیغ افراد کے گھروں میں بھی ڈش لگوانے کا انتظام کریں۔ چھوٹی ڈش جس پر اب ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں اس کی فریکوینسی و دیگر تفاصیل درج ذیل ہیں:

Satellite : ABS-1
Direction : 75 Degree East
Frequency : 12579
Symbol Rate : 22000
Poloraization : Horizontal
FEC : 3 / 4
LNB User : Universal
LNB 1 : 09750
LNB 2 : 10600
Channel Name: Muslim TV 1

ڈش کی فٹنگ اور سیٹنگ وغیرہ کے لئے نظارت نشر و اشاعت سے رابطہ کریں۔

دفتر نشر و اشاعت:
01872-222870 ,9872379133

ای میل دفتر نشر و اشاعت:
qadian21@yahoo.com

ای میل دفتر اصلاح و ارشاد قادیان:
islahirshad@hotmail.com

(ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 17 May 2012 Issue No : 20

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے قادیان کی زیارت وشوق سے متعلق ایمان افروز واقعات

یہ تمام روایات ان لوگوں کی ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور ملاقات کا شوق تھا اور اس کیلئے وہ ہر قسم کے مصائب اور پریشانیاں ہنستے ہنستے برداشت کرتے تھے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4 مئی 2012 بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کے وہ واقعات لئے ہیں جن میں انہوں نے اپنے جذبات و احساسات وشوق کا ذکر کیا ہے جس کے تحت وہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کیلئے قادیان جایا کرتے تھے اور شوق رکھتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت میاں ظہیر الدین صاحب نے بیان کیا کہ ایک روز بیٹھے بیٹھے میرے دل میں قادیان شریف جانے کا خیال اُٹھا۔ اس وقت میرے پاس خرچ کوئی نہیں تھا میں نے برادرم منشی سراج الدین صاحب سے ذکر کیا آپ نے سفر کیلئے ایک روپیہ دیا۔ دوسرے روز میں اور میرے ایک ساتھی قادیان روانہ ہوئے۔ بٹالہ سے پیدل چل کر ظہر کے وقت قادیان شریف پہنچے۔ حضورؑ سے بعد ظہر ملاقات ہوئی۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ بھی کیا پرلطف تھا۔ آپؑ کی صحبت میں پہنچ کر آدمی دنیاوی غم بھول جایا کرتا تھا۔ میرے خسر یعنی قاضی زین العابدین صاحب بھی قادیان میں تھے۔ ہمیں اس بار قادیان میں چار پانچ دن رہنے کا موقعہ ملا اور حضورؑ کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق ملی۔

حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں میرا کئی سال یہ دستور العمل رہا کہ نیا اسٹیشن پر ایک جمعدار کے پاس ایک بائیسکل ٹھوس ٹائروں والا موجود تھا۔ جمعہ کے روز میں لاہور سے بٹالہ جاتا اور پھر بٹالہ سے سائیکل پر قادیان۔ اور اسی طرح واپسی کا سفر ہوتا۔ اور میرا یہ معمول کئی سالوں کا تھا حضرت غلام غوثؓ بیان کرتے ہیں کہ 1901 میں جب میں پہلی بار قادیان آیا تو میں نے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ سے پوچھا کہ سلسلے کا کوئی وظیفہ بتاؤ۔ آپؓ نے فوراً کہا کہ بار بار قادیان آیا کرو۔ اس پر میرے دل میں خیال آیا کہ قادیان میں گھر بنا لیا جائے اور والدہ اور اہلیہ یہیں پر موجود رہیں۔ اس غرض کیلئے میں نے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی خدمت میں چند روپے بھجوائے کہ میرا مکان قادیان میں تعمیر کرائیں۔

حضرت میاں ظہور الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ اگر مرزا صاحب واقعی پیر ہیں اور ہم نے نہ مانا تو پھر ہمارا کیا حشر ہوگا۔ ایک دن میں نے اپنے پھوپھی زاد سے ذکر کیا کہ میں کل قادیان جانے والا ہوں۔ اگلے دن ہم دونوں قادیان کیلئے روانہ ہوئے۔ جب ہم دونوں بٹالہ اسٹیشن پہنچے تو یکّے پر ایک بزرگ پہلے سے بیٹھے تھے جو حضرت میاں نور احمد صاحب کابلیؓ تھے۔ ظہر کے وقت ہم قادیان پہنچے۔ اس وقت مسجد مبارک چھوٹی تھی وہاں ہم سے پہلے پانچ چھ آدمی تھے۔ میں نے انہیں خوب غور سے دیکھا مگر ہمیں وہ شکل نظر نہ آئی۔ دس پندرہ منٹ گزرنے کے بعد حضرت خلیفہ اوّلؓ نظر آئے۔ میں انہیں دیکھ کر کھڑا ہوگیا۔ آپؓ نے کہا بیٹھ جائیں ابھی حضرت صاحبؑ تشریف لاتے ہیں۔ میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضورؑ تشریف لائے۔ ایسا معلوم ہوا کہ جیسے سورج نصف النہار چڑھا ہو۔ جیسی صورت دیکھنے کی تمنا تھی۔ بخدا اس سے بڑھ کر آپؑ کو پایا۔ آپؑ کا چہرہ مبارک دیکھ کر دل مطمئن ہوگیا الحمد للہ۔

حضرت صاحب دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ غالباً 1907 کا واقعہ ہے کہ احمدیہ جماعت لاہور کو اطلاع ملی کہ حضور تشریف لا رہے ہیں ہم نے گھوڑا گاڑی فٹن تیار کی جب گاڑی روانہ ہونے لگی تو ہم نے گھوڑے الگ کر کے اسے خود کھینچنا چاہا۔ حضورؑ نے یہ دیکھ کر فرمایا ”ہم انسانوں کو ترقی دیکر اعلیٰ مدارج دینے آئے ہیں نہ کہ انسان کو جانور بنانے“۔ آپ بیان کرتے ہیں ہم نے یہ سن کر فوراً جانور گاڑی میں لگا دیئے۔ حضرت چودھری غلام رسول صاحب بسراؓ بیان کرتے ہیں دسمبر 1907ء جلسہ سالانہ کا واقعہ ہے کہ ہمیں رات کو معلوم ہوا کہ حضورؑ صبح سیر کو جائیں گے۔ اس وقت دستور تھا کہ جب بھیڑ زیادہ ہوتی تو احباب حلقہ باندھ لیتے۔ اور آپ علیہ السلام اس حلقہ کے درمیان چلتے تھے تاکہ زیادہ بھیڑ کی وجہ سے پریشانی نہ ہو۔ چنانچہ میں نے رات اپنے ہمراہیوں سے صلاح کی کہ اگر خدا نے توفیق دی تو ہم صبح سیر کے وقت حضور کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنالیں گے۔ صبح جب حضورؑ باہر تشریف لائے تو لوگوں سے مصافحہ کرنے لگے اور ملاقات کرنے لگے۔ بعض لوگ کرسی لانے کیلئے بڑھے تو حضورؑ نے فرمایا مجھے تو خدا تعالیٰ نے بہت پہلے ہی فرمادیا تھا کہ ہجوم خلق بہت ہوگا لہٰذا ”توں اکیں نہ اور تھکیں نہ“ یعنی تو اکتا اور تھک نہ جانا۔ حضرت ڈاکٹر محمد الدین صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ مجھے حضورؑ کے مصافحہ سے اس قدر پیار تھا کہ باوجود دھکے لگنے کے بار بار مصافحہ کرنے کی پیاس لگی رہتی تھی۔

حضرت میاں چراغ دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ حکیم احمد دین صاحب جب حضورؑ کی ملاقات کیلئے قادیان جانے لگے تو میں نے مخول (مذاق) کیا اس پر وہ کہنے لگے کہ تم اپنے آدمی ہو کر مخول کرتے ہو۔ یہ سن کر میں بھی آپ کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہوگیا اور بیعت کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ میں جب قادیان آیا تو معلوم ہوا کہ حضورؑ بیمار ہیں۔ حضورؑ سے کسی نے عرض کی کہ باہر بہت خلقت دیدار کیلئے آئی ہے۔ اس پر حضورؑ نے اپنا چہرہ مبارک کھڑکی سے باہر نکالا میں نے آپؑ کا چہرہ دیکھا اور فوراً گواہی دی کہ یہ چہرہ ہرگز جھوٹوں کا نہیں۔

حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ شروع میں میں حنفی المذہب تھا۔ لاہور میں وہابی مسلک والے بھی تھے میں ان کی چینیاں والی مسجد میں جانے لگا جب دیکھا کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے تو میری طبیعت کا رخ وہابیت کی طرف ہوگیا۔ دوران گفتگو حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر ہوتا جس پر وہ کہتے کہ یہ شخص کافر ہے میں وہاں سے ایک احمدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضورؑ کے بارے میں جاننا چاہا۔ انہوں نے مجھے استخارے کی طرف توجہ دلائی۔

چنانچہ میں نے دُعائے استخارہ یاد کر کے دعا شروع کردی۔ دوسرے روز رؤیا میں کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اُٹھ دوزانو بیٹھ۔ آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں رؤیا میں دو زانو بیٹھ گیا اتنے میں ایک سفید لباس میں شخص آئے اور ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ھذا رجل خلیفۃ اللّٰہ واسمعوا واطیعوا اور اُنگلی میری چھاتی پر رکھی۔ پھر پنجابی زبان میں کہا ایہو رب خلیفہ کیتا۔ اس نوں مہدی جانو۔ اس پر میں بیدار ہوگیا صبح میں اسکول جانے کی بجائے قادیان چلا گیا۔ گاڑی اسٹیشن پہنچی۔ میں نماز ادا کرنے کیلئے ایک مسجد چلا گیا۔ لوگوں نے مجھ سے میرا ارادہ معلوم کر کے سخت گالیاں دیں اور قادیان جانے سے روکا۔ اور کہا کہ اگر تم طالب علم ہو بٹالہ میں تمہاری رہائش کا انتظام کر دیتے ہیں میں رات ہی حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کی غرض سے چل پڑا۔ ایک جگہ چراغ روشن دیکھ کر وہاں پہنچا۔ مسجد میں ایک آدمی کو وظیفہ کرتے دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مسانیاں ہے وہاں تھوڑی دیر آرام کر کے جب چاند کی روشنی نکل آئی تو میں قادیان کے لئے روانہ ہوگیا۔ صبح کی نماز میں نے نہر پر پڑھی۔ سورج نکلنے پر میں قادیان پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے کسی سے پوچھا، بڑے مرزا صاحب کہاں ہیں۔ ایک شخص نے مجھے مرزا نظام الدین کا پتہ بتایا جو بیٹھے حُقہ پی رہے تھے مجھے ان کی شکل دیکھ بہت افسوس ہوا۔ میں واپس جانے کیلئے مُڑا، موڑ پر شیخ حامد علی صاحب ملے انہوں نے کہا آپ مرزا صاحب سے ملنے آئے ہیں یہ وہ نہیں بلکہ کوئی اور ہیں۔ شیخ حامد علی صاحبؓ نے مجھے فرمایا آپ رقعہ لکھ دیں، میں اندر پہنچاتا ہوں۔ میں نے لکھا میں طالب علم ہوں زیارت کا ارادہ ہے اور آج ہی واپس جانا چاہتا ہوں۔ حضورؑ نے فرمایا بعد ظہر ملاقات ہوگی میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں کہیں مضمون ذہن سے نکل نہ جائے۔ میں نے دوبارہ عرض کی کہ میں ساری رات پریشان رہا ہوں۔ حضورؑ نے انتظار کیلئے فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد حضور تشریف لائے میں نے حضورؑ کا وہی حلیہ دیکھا جو رویا میں دیکھ چکا تھا۔ میں نے حضورؑ سے مل کر رونا شروع کردیا حضورؑ نے فرمایا صبر کریں۔ حضورؑ نے آنے کا مقصد دریافت فرمایا تو میں نے عرض کی صرف زیارت کی غرض سے آیا ہوں۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا اہل اللہ کے پاس ایسے بے غرض آنا بہت مبارک ہوتا ہے۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے فرمایا یہ تمام روایات ان لوگوں کی ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور ملاقات کا شوق تھا اور اس کیلئے وہ ہر قسم کے مصائب اور پریشانیاں ہنستے ہنستے برداشت کرتے تھے اللہ کرے کہ یہ واقعات ہمارے ایمان میں زیادتی کا موجب ہوں آمین۔ ❁